

اِنَّ سُوْلَنَا صَالِيٌّ عَلَيْهِ سَلَامٌ كَانَ يَصَلِّيْ بِرُؤُوسِ خَيْرِ رُكُوْعِهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

بِسْمِ تَرْجُومَہ



مُصَنَّف
مناظرۃ الامام ابراہیم سکندر رضا مبلغ اہل سنت
حشر عامر مولانا محمد کاشف اقبال مدنی ندوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى

آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى

إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یضیئ فی مرضہ لحشر کعبہ ثلاثاً

بین تراویح

مصنف

مناظر اسلام ترجمان مسکت رضا مبلغ اہل سنت
حضرت علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی ضوی

کریم الوالدی شاپ

Ph: 042 7249 515

marfat.com

بفیضانِ کرم

حضرت سید السادات پیر محمد عمیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرم اللہ آستانہ عالیہ
حضرت کرمانوالہ شریف
اوکاڑہ

شیریں باغ ولایت
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

منظر بدیع الوقت
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید عیسیٰ غفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید مصمص شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر
سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف



زیر اہتمام

حاجی انعام اللہی قسطنطنیہ برکاتی

سمیع اللہ برکت

جملہ حقوق محفوظ ہیں

40 روپے

قیمت

ستمبر ۲۰۰۷

شمارت

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	انتساب	11
2	حرف آغاز	12
3	تقدیم	14
4	توجہ طلب امور	16
5	اہل سنت کے اصول	17
6	رمضان المبارک	21
7	احترام رمضان کا صلہ	25
8	ماہ رمضان کی وجہ تسمیہ	25
9	روزہ کی فرضیت	26
10	روزہ کی تعریف	27
11	روزہ کی اہمیت	27
12	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے بچپن کا واقعہ	28
13	رمضان کی ابتداء	28
14	صیام رمضان کی گنتی	29
15	چاند دیکھنے کی دعا	29
16	روزہ کی نیت	29
17	سحری	29
18	سحری کا محبوب کھانا	30

30	19	سحری کا وقت
31	20	وقت افطار
31	21	افطاری کی دعا
31	22	افطاری کس چیز سے کی جائے
31	23	روزہ رکھنے کی شرعی عذر
32	24	جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا
32	25	روزہ میں مکروہ چیزیں کا بیان
33	26	جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے
33	27	جن صورتوں میں صرف قضا لازم ہے
34	28	قضا کے ساتھ کفارہ کی ادائیگی
34	29	روزہ کا فدیہ
34	30	روزے کے درجے
34	31	نماز تراویح
35	32	نماز وتر
35	33	فضیلت اعتکاف
36	34	مسائل اعتکاف
37	35	شب قدر
38	36	نوافل قضا عمری
38	37	صدقہ فطر سے متعلق مسائل
39	38	عید الفطر
39	39	نماز عید الفطر

40	ضروری احتیاط	40
40	عید کے بعد روزے	41
41	کتاب التراویح	42
41	نماز تراویح سنت ہے	43
42	تراویح کا ثبوت کتب شیعہ میں	44
43	نماز تراویح کی تعریف وہابی علماء کی زبانی	45
44	بیس رکعت تراویح کا ثبوت	46
44	بیس رکعت تراویح سنت مصطفیٰ ہے	47
45	حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم مبارک	48
45	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں	49
49	حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا حکم مبارک	50
51	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل مبارک	51
52	بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع	52
53	حشرت شیر بن اشکل کا عمل مبارک	53
53	حضرت ابوالختری کا عمل مبارک	54
53	حضرت عمارث اعمود کا عمل مبارک	55
54	حضرت عطاء بن ابی رباح کا ارشاد مبارک	56
54	حضرت سوید بن غفلہ کا عمل مبارک	57
54	امام ابراہیم غفی کا ارشاد مبارک	58
55	حضرت علی بن ربیعہ کا عمل مبارک	59
55	حضرت ابن ابی ملیکہ کا عمل مبارک	60

55	حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرہ اور حضرت سعید بن ابی الحسن	61
	اور حضرت عمران عبدی کا عمل مبارک	
56	آئمہ اربعہ کا مسلک مبارک	62
56	سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک	63
56	امام مالک کا مسلک مبارک	64
57	امام شافعی کا مسلک مبارک	65
58	امام احمد بن حنبل کا مسلک مبارک	66
59	سیدنا غوث اعظم کا ارشاد مبارک	67
60	وہابیوں کی بددیانتی	68
60	امام غزالی کا ارشاد مبارک	69
61	شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ارشاد مبارک	70
61	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد مبارک	71
62	عبدالحی لکھنوی	72
63	وہابیہ کے تین سوال	73
63	آٹھ تراویح کی ابتداء	74
64	اکابرین وہابیہ کی گواہی	75
65	امام الوہابیہ ابن تیمیہ	76
65	حافظ محمد لکھوی	77
66	امام الوہابیہ قاضی شوکانی	78
66	امام ابو محابہ محمد بن عبد الوہاب نجدی	79
66	نواب صدیق حسن بھوپالی	80

67	عبدالرحمن مبارک پوری	81
67	نور الحسن بھوپالی	82
67	وحید الزماں حیدر آبادی	83
67	اسماعیل سلفی	84
67	محمد ایوب صابر	85
68	ہفت روزہ الاعتصام لاہور	86
68	دعوت فکر	87
68	رکعت تراویح پروہالی مذہب	88
68	سعودی سکالرز کی تحقیق	89
69	ایک غلط فہمی کا ازالہ	90
69	الجواب	91
72	تراویح اور تہجد کا ایک کہنا غلط ہے	92
75	وہابیہ کے دلائل کا منہ توڑ جوابات	93
76	پہلی دلیل	94
76	الجواب بحون الوہاب	95
78	ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور	96
79	ایک روای یعقوب قتی	97
80	یعقوب قتی پر محدثین کی مزید جرح	98
80	عیسیٰ بن جاریہ پر محدثین کرام کی جرح	99
80	امام ابو بکر بن ابی خثیمہ کی تحقیق	100
81	محدث عباس الدوری کی تحقیق	101

81	102	محدث ابو عبیدہ الا جری کی تحقیق
81	103	محدث عبد القدوس بن محمد نذیر کی تحقیق
81	104	امام بن عسقلانی کی تحقیق
82	105	محدث محمد بن احمد بن حماد کی تحقیق
82	106	امام نسائی کی تحقیق
82	107	امام ابن عدی کی تحقیق
83	108	امام ساجی اور امام عقیلی کی تحقیق
83	109	محدث محمد بن عیسیٰ کی تحقیق
83	110	محدث امام ابن جوزی کی تحقیق
84	111	امام نسائی کی تحقیق
84	112	امام ذہبی کی تحقیق
84	113	امام سخاوی کی تحقیق
85	114	امام عبد الرحمن بن ابی حاتم رازی کی تحقیق
85	115	امام الجرح والتعديل امام یحییٰ بن معین کی تحقیق
87	116	دوسری دلیل
89	117	وہابیوں کی دوغلی پالیسی
91	118	ماخذ و مراجع کتب
93	119	کتب شیعہ
94	129	کتب وہابیہ

انتساب

راقم الحروف فقیر مدنی اپنی اس کاوش کو:

- ☆ امام الآمہ سراج الآمہ کاشف الغمہ امام المحدثین والفقہاء جلیل القدر تابعی سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ
- ☆ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت امام عاشقان شیخ الاسلام والمسلمین، کشتہ عشق رسالت وکیل احناف امام الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ
- ☆ آفتاب علم و حکمت منبع رشد و ہدایت محدث اعظم، قطب عالم، سیدنا مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ فیصل آبادی
- ☆ شیر اہل سنت، مجاہد اسلام، استاذ العلماء، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عنایت اللہ صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ سانگلوی
- ☆ شیخ طریقت، نائب محدث اعظم پاکستان، نقشہ اعلیٰ حضرت فنا فی الرضا حضرت، علامہ مولانا ابو محمد محمد عبدالرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ آف سمندری شریف
- ☆ شہید ناموس رسالت، فاتح نجدیت، قاطع دیوبندیت، مجاہد ملت، حضرت مولانا ابوالحاج محمد اکرم رضوی صاحب علیہ الرحمۃ آف کامونگی
- ☆ کے اسماء مبارکہ سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

محمد کاشف اقبال مدنی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری شریف

حرف آغاز

نُحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ أَمَّا بَعْدُ

رمضان المبارک کا مہینہ بڑی عظمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے اس کی ابتداء سے ہی مساجد آباد ہو جاتی ہیں اور تمام اہل اسلام بڑے ذوق و شوق سے عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

عزیز القدر حافظ دلدار احمد رضوی اور قاری محمد اعجاز مدنی صاحب مہتمم جامعہ رضویہ مصباح الہدیٰ نے توجہ دلائی، کہ رمضان المبارک کے فضائل و مسائل پر ایک مختصر رسالہ مرتب کیا جائے۔ فقیر راقم الحروف نے مختصر وقت میں یہ رسالہ ترتیب دیا۔ پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ مولانا حاجی محمد غوث رضوی صاحب سجادہ نشین آستانہ رضویہ رسلویہ مظہر اسلام سمندری شریف نے فرمایا کہ وہابیہ بیس رکعت تراویح پر بہت تیخ پاہوتے ہیں۔ رمضان المبارک کی ابتداء سے ہی اشتہار بازی اور چیلنج بازی شروع کر دیتے ہیں، ان کا رد کریں۔ فقیر نے احناف اہل سنت کے دلائل بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں لکھ دیئے ہیں اور اتمام حجت کے واسطے وہابیہ کے اکابر سے اپنا موقف ثابت کر دیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے قبول فرمائے، اور اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قارئین کرام! یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ وہابیہ خذلہم اللہ سے ہمارا اصولی اختلاف تراویح وغیرہ فروعی مسائل میں نہ ہے، بلکہ اصل اختلاف یہ ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ بے ادب ہیں۔ ان کی کفریہ عبارات اور ان کے مذہب کی حقیقت جاننے کے لئے مولانا محمد ضیاء اللہ قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (وہابی مذہب) اور فقیر کی کتاب (وہابیت کے بطلان کا انکشاف) مطالعہ فرمائیں۔ ان بد مذہبوں کی صحبت سے بچئے اور اپنا ایمان بچائیے یہ وہی فکر ہے جو امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور دیگر اکابر کی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے ہمیں مذہب اہل سنت پر استقامت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

دعاؤں کا طالب

محمد کاشف اقبال مدنی

مدرس جامعہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام

آستانہ عالیہ رشیدیہ رضویہ سمندری شریف ضلع فیصل آباد

﴿تقدیم﴾

یہ دور بڑا پر فتن ہے۔ نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، وہابیہ غیر مقلدین خذلہم اللہ عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کے لئے بڑے زور و شور سے اپنی تبلیغ کے روپ میں دنگا و فساد کرتے نظر آتے ہیں۔

جب کسی سے گفتگو کرتے ہیں، تو کسی ایک بات پر ٹھہرتے نہیں جدھر سے پھنس جاتے ہیں تو دوسری طرف بھاگتے ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بات کوئی ہو اگر اصول سے کی جائے تو مفید ہوتی ہے، اگر بے اصولی سے کی جائے، تو سوا وقت کے ضیاع کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کے فائدے کے لئے طرفین کے مذاہب کے بنیادی اصول تحریر کر دیئے جائیں تاکہ بامقصد گفتگو کی جاسکے اور وہابیہ سے ان اصولوں کی پیروی کرنے پر گفتگو کی جائے۔

وہابیہ کے مذہب کے بنیادی اصول

۱۔ وہابی مذہب میں صرف دلائل دو طرح کے ہو سکتے ہیں۔ قرآن پاک اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، تیسری کوئی دلیل نہیں ہے۔

آج کل وہابیہ عموماً نیا نعرہ بلند کرتے ہیں،

اہل حدیث کے دو اصول:

(۱) فرمان خدا جل جلالہ (۲) فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہابیہ کے مقتدر عالم مولوی محمد جونا گڑھی رقمطراز ہیں:

برادران! آپ کے دو ہاتھ ہیں اور ان دونوں میں دو چیزیں شریعت نے دی ہیں۔ ایک میں کلام اللہ اور دوسرے میں کلام رسول اللہ، اب نہ تیسرا ہاتھ ہے اور نہ تیسری چیز۔ (طریق محمدی ص ۱۲)

(۲) وہابیہ کے مذہب میں کسی نبی اور کسی امتی کی رائے اور قیاس دلیل نہیں بن سکتا۔ اور نہ ہی قابل حجت و اعتبار، وہابیہ کے مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ:

سنئے جناب بزرگوں کی مجتہدوں کی اور اماموں کی رائے و قیاس اجتہاد اور استنباط اور ان کے اقوال تو کہاں، شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ حجت نہیں۔ (طریق محمدی ص ۴۰)

تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو، اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے۔ (طریق محمدی ص ۴۰ ص ۴۱)

وہابیہ کے مستند عالم محمد ابوالحسن صاحب لکھتے ہیں کہ:

قیاس نہ کیا کرو، کیوں کہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا ہے۔

(ظفر المبین ص ۴۰ طبع چیچہ وطنی)

وہابیہ کے علامہ وحید الزمان صاحب بھی یہی لکھتے ہیں۔ (لغات الحدیث ص ۱۳۵ ج ۱ کتاب)

۳۔ وہابیہ کے مذہب میں کسی کی تقلید امتی کی خواہ امام ہو یا مجتہد شرک ہے وہابیہ کے مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں، کہ تقلید شرک ہے۔ (سراج محمدی ص ۱۲)

وہابیہ کے مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں، کہ اس بات میں کچھ بھی شک نہیں کہ تقلید خواہ آئمہ اربعہ میں سے کسی کی ہو یا خواہ ان کے سوا کسی اور کی شرک ہے۔ (ظفر المبین ص ۴۷)

۴۔ وہابیہ کے جونا گڑھی سے سوال ہوا سوال اور جواب دونوں پیش خدمت ہیں۔

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ جس وہابی کا باپ خنی (سنی) ہو کر مرا ہو وہ یہ دعانہ پڑھے۔ رب اغفر

لی ولوالدی۔

جواب: مشرک کے لئے دعائے مغفرت ناجائز ہے۔ (سراج محمدی ص ۱۷۷)

تقلید کی تعریف بھی وہابیہ کی زبانی ملاحظہ کیجئے،
وہابی مولوی ابوالحسن لکھتے ہیں کہ

تقلید کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل کے کسی کے حکم کو مان لینا اور یہ دریافت نہ کرنا کہ
یہ حکم خدا اور اس کے پیغمبر کی طرف سے بھی ہے یا نہیں۔ (ظفر المبین ص ۱۳۳)

وہابی مولوی فاروق الرحمن یزدانی نے بھی تقریباً یہی تعریف نقل کی ہے۔

(خرافات حقیقت ص ۴۸)

یہ جن کتب کے حوالہ جات درج کئے گئے ہیں یہ وہابیہ کی مستند کتب ہیں۔ جس کی
دلیل یہ ہے کہ ۱۹۳۷ء میں وہابیہ نے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس منعقد کی تھی جس میں
متعدد وہابی علماء کی موجودگی میں وہابیہ کے جید عالم ابویحییٰ امام خاں نوشہروی نے وہابیہ کی علمی
خدمات پر ایک تفصیلی مقالہ پیش کیا جس کو وہابیہ نے بعد میں شائع کر دیا۔ اس کا نام اہل
حدیث کی علمی خدمات رکھا۔ اس کتاب میں جو فہرست کتب ہے وہ ان کی مستند اور جماعتی
کتب ہیں۔ درج بالا حوالہ جات کی کتب کے نام بھی اس مذکور کتاب میں شائع ہیں۔ مثلاً
طریق محمدی کا نام مذکورہ کتاب ص ۷۲ اور ظفر المبین کا مذکورہ کتاب ص ۶۰ اور سراج محمدی کا
مذکور کتاب طبع مکتبہ نذیریہ ص ۶۹ پر نام موجود ہے۔

توجہ طلب امور

چونکہ مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہو گیا، کہ وہابیہ کے مذہب میں کسی امتی کی تقلید
شرک ہے اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے، اس لئے وہابیہ اپنے ان اصولوں پر قائم رہتے
ہوئے مناظرہ میں حدیث کی صحت و ضعف اور راویوں کی بحث اور ان کی تشریح و توضیح میں

کسی امتی کا قول پیش نہیں کر سکیں گے اور نہ قیاس کریں گے، اس لئے کہ کسی امتی کی تقلید شرک اور قیاس کرنا شیطان کا کام ہے۔ اس لئے وہ وہابی حدیث یا آیت کا حوالہ ذکر کر کے وضاحت کے لئے اپنی رائے نہیں پیش کر سکیں گے اور ان کو تقدیر کی اجازت نہیں ہے۔ حدیث روایت کی وضاحت میں اس لئے کہ یہ وضاحت تو ان کی ذاتی رائے ہے اس لئے جب بھی مناظرہ میں وہابی کس امتی کا قول پیش کریں تو ان کو ٹوک کر تقلیدی شرک اور قیاس کی شیطانیت سے توبہ کروا آگے گفتگو کرنے دیں۔

اہل سنت کے اصول:

اہل سنت کے نزدیک کسی بھی شرعی حکم کو ثابت کرنے کے چار شرعی دلائل ہیں۔

۱۔ قرآن مجید ۲۔ حدیث رسول ۳۔ اجماع امت ۴۔ قیاس شرعی

۲۔ ہمارے نزدیک کسی بھی فن میں اس فن کی مہارت رکھنے والے کی رائے معتبر ہوتی ہے، مثلاً دنیوی طور پر ڈاکٹری میں کسی ماہر ڈاکٹر اور انجینئرنگ میں کسی ماہر انجینئر اور زراعت میں کسی ماہر زراعت اور مسائل میں فقہاء اور حدیث میں آئمہ حدیث اور تجوید میں کسی مجدد اور گرامر میں ماہر صرف و نحو کی رائے قابل اعتبار ہے۔ حدیث شریف کے صحت، ضعف میں دو اقسام ہیں۔ ایک وہ حدیث شریف جو معمول بہ ہے اور دوسری متروک جس پر امت کا عمل ہے وہ صحیح ہے اور متروک ضعیف ہوتی ہے۔

اور پھر آئمہ حدیث کی بھی دو اقسام ہیں۔ محدثین اور دوسری مجتہدین

محدثین کا کام روایت کی سند اور الفاظ سے متعلق ہوتا ہے مگر مجتہدین محدثین کا کام صرف یہ نہیں بلکہ وہ ثابت اور غیر ثابت، معمول ہے، نہیں ہے، حکم شرعی کیا ہے بعد اس روایت سے متعارض روایات اس کا تعارض کا رفع ہونا ان امور کی تحقیق ہر مجتہد اپنے اصولوں سے کرتا ہے۔ اس لئے امام اعظم ابو حنیفہ نے صحابہ کرام کو بنیاد بنایا۔ آثار صحابہ نہ ملنے کی

صورت میں انہوں نے کتاب و سنت کی روشنی میں خود اجتہاد کیا اور آپ کے شاگردوں نے انہیں اصولوں کے مد نظر احکامات شرعیہ کو مرتب کیا ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک وہی صحیح ہیں، اور اگرچہ کسی محدث نے ان میں سے کسی روایت کو ضعیف ہی کہا ہو اور کوئی متروک حدیث ہے۔ مجتہدین کے فیصلہ کی رو سے تو ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے، اگرچہ محدثین میں سے کسی نے اسے صحیح کیوں نہ قرار دیا ہو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ محدثین کا کام کیا فائدہ دے گا؟ تو جواب یہ ہیں محدثین نے اسناد کا جو کام کیا۔ اگر وہ نہ کرتے جھوٹے کذاب دجال اپنی روایات کو ٹھونس دیتے سند کی تحقیق میں انہی محدثین کی تحقیق معتبر ہے مگر حدیث عمل میں مجتہدین کی یہی محدثین حدیث پر عمل یعنی فقہ میں کسی نہ کسی امام کے مقلد ہیں آئمہ صحاح بھی مقلد تھے جس کو وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے لفظ اور اتحاف النہلا میں تسلیم کیا یعنی محدثین بھی مجتہدین فقہاء کے فیصلے کو درست مانتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ نے احادیث و صحابہ کے آثار سے کوئی مسئلہ اخذ کیا اور امام صاحب کے بعد اس اثر یا حدیث کی سند میں کوئی ضعف پیدا ہو گیا تو اس میں امام اعظم کا مسئلہ کیسے متاثر ہو گا ضعف تو بعد میں پیدا ہوا غیر مجتہدین کو مجتہدین کی تقلید واجب ہے۔ غیر مجتہد نہ ہی اجتہاد کر سکتا ہے اور نہ ہی مجتہدین کے فیصلے کو ٹھکرایا ہے مسائل کی بھی تین اقسام ہیں (۱) جو کتاب و سنت میں مذکورہ نہیں ہیں۔ (۲) جن کے دلائل معارض ہیں (۳) کسی حدیث میں معنی کے اعتبار سے اس میں متعدد احتمال ہوں اس کے متعدد معانی ہو سکتے ہوں۔

اب بات تو واضح ہے کہ یہ فیصلہ تو ماہر کتاب و سنت یعنی مجتہد ہی کر سکتا ہے۔

وہابیوں سے گفتگو کرتے وقت یاد رکھیں

ایک تو یہ کہ ان کا موقف ان سے تحریر کروا کر دستخط کروالیں پھر ان کے جو اصول درج کئے گئے ان پر ان کو مضبوط کریں کیونکہ یہ ان کی عادت ہے کہ ایک مسئلہ میں بات نہ

آئی تو دوسرے میں پھر جاتے ہیں ان پر گرفت کریں جب تک پہلا مسئلہ حل نہ ہو جائے دوسرا ہرگز شروع نہ کرنے اور جو موقف وہابی تحریر کر دیں ان سے انہی الفاظ سے صحیح مرفوع صریح اور غیر معارض حدیث کا مطالبہ کریں۔ یہ بات لکھ لیں کہ وہابی کس صورت میں تقلید سے نہیں بچ سکتے۔ مثلاً ایک وہابی کہنے لگا ہم حدیث اور قرآن سے باہر نہیں جاتے تقلید شرک ہے۔ میں نے کہا حدیث کی تعریف کیا ہے اس نے تعریف کی تو میں نے کہا اب ایک آیت یا حدیث پڑھو جس کا ترجمہ تمہاری یہ تعریف ہو؟ کہنے لگا ایسی تو کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے میں نے کہا کہ یہ تعریف تم نے کہاں سے کی؟ کہنے لگا محدثین نے کی ہے! میں نے کہا کہ تقلید میں آپ کا موقف کیا ہے کہنے لگا شرک ہے میں نے کہا کہ تعریف میں محدثین کی تقلید کیسے جائز ہے یا کوئی آیت یا حدیث پڑھو کہ محدثین کی تقلید جائز ہے اور فقہاء ائمہ کی شرک؟ کہنے لگا کہ یہ بھی کوئی نہیں ہے! میں نے کہا تو پھر تو تعریف میں محدثین کی تقلید کر کے آپ نے شرک کیا لہذا آپ بھی توبہ کریں اور نکاح کی شکر کریں۔

لہذا ان اصول و ضوابط کے پیش نظر اس طریقہ سے وہابیہ سے گفتگو کرنی چاہیے اور اس کو ریکارڈ بھی کرنا چاہیے اور ہر بات پر تحریر اور اس پر حدیث کا مطالبہ کریں تاکہ یہ جس طرح عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہی کے اصولوں پر ان کی ذلت و رسوائی ہو سکے، اور سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ یہ فروعی مسائل وہابیہ دیوبندیہ سے بنیاد اختلاف نہیں ہے اصل اختلاف یہ ہے کہ وہابی دیوبندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب گستاخ ہیں پہلے یہ لوگ اپنا ایمان ثابت کریں دوسری بات بعد میں کریں۔

(وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ)

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ أَمَّا بَعْدُ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جیسا کہ ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے، تاکہ تم گناہوں سے بچو۔

فائدہ:- اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ روزہ قدیم عبادت ہے روزہ سے مقصود پرہیز گاری گناہوں سے بچنا اور تقویٰ اختیار کرنا ہے۔

تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام امتوں میں روزہ بطور عبادت فرض رہا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کی امت پر بھی روزہ فرض رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس دن تورات کے دس احکامات عطا ہوئے، اس دن کے روزہ کی تاکید کی گئی تھی۔ دوسرے صحائف میں بھی روزے کے احکامات موجود تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن جنگل میں روزہ رکھا اور ان کی امت پر بھی روزہ کی فرضیت کی گئی۔

اسلام کے سوا دوسرے مذاہب میں بھی روزہ خاص اہمیت کا حامل رہا۔ قدیم مصریوں، یونانیوں، رومیوں میں بھی روزہ رکھا جاتا رہا، پارسیوں کے رہنماؤں کو بھی روزہ کا حکم دیا گیا تھا۔ ہندوؤں میں برت کے علاوہ بعض روزے رکھے جاتے تھے۔ ہر ہندی مہینہ کی گیارہ بارہ تاریخ کو برہمن روزہ رکھتے تھے۔ دور جاہلیت میں عاشورہ کے دن کعبہ

شریف پر غلاف ڈالا جاتا اور قریش مکہ اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔
چینی بھی چالیس چالیس روزے رکھتے تھے۔

۲. شهر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ہدی للناس و بینت من
المدی والفرقان فمن شهد منکم الشهر فلیصمه و من کان منکم
مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر .

ماہ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا قرآن اس حال میں کہ یہ راہ دکھاتا ہے
لوگوں کو اور (اسی میں) روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حسن و باطل میں تمیز کرنے کی سو جو
کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو وہ مہینہ روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے
روزے اور دونوں میں رکھے۔

رمضان المبارک

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ
جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو آسمانوں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے
ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۵، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۶، سنن نسائی ج ۱ ص ۲۲۹، مشکوٰۃ المصابیح ج ۳ ص ۱۷۳، صحیح

ابن خزیمہ ص ۱۸۸ ج ۳، صحیح ابن حبان ص ۱۸۳ ج ۶، سنن دارمی ص ۴۱ ج ۲)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا، کہ جب ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات آتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے
جاتے ہیں اور پورا رمضان المبارک کوئی دروازہ ان میں سے بند نہیں کیا جاتا۔ اور سرکش
جنوں کے گلوں میں طوق ڈال دیا جاتا ہے اور ہر رات ایک منادی صبح تک ندا کرتا ہے۔
اے نیکی کا ارادہ کرنے والے! نیکی کا ارادہ کر اور زیادہ نیکی کر۔ ساٹھ ہزار گنہگاروں کو

دو رخ سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور یہ معاملہ رمضان المبارک کی ہر رات میں ہوتا ہے اور عید کے روز پورے مہینے کے برابر گنہگاروں کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

(صحیح ابن حبان ۱۸۳ ج ۶، سنن نسائی ص ۲۳۰ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۱۹، صحیح ابن خزیمہ ص ۱۸۸ ج ۳،

سنن کبریٰ بیہقی ص ۳۰۳ ج ۴، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۳، جامع ترمذی ص ۱۴۷ ج ۱)

(۳) مزید ارشاد فرمایا کہ رمضان المبارک میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جس نے اس ماہ میں ایک نیکی کی اس کو ستر نیکیوں کا ثواب ہوتا ہے۔ جس نے اس ماہ میں ایک فرض ادا کیا اس کو غیر رمضان کے ستر فرضوں کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔ جس نے کسی کا روزہ افطار کرایا اس کی گناہوں سے بخشش ہے اور اس کی گردن جہنم سے آزاد کر دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۳، صحیح ابن خزیمہ ص ۱۹۲ ج ۳)

(۴) مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کا اول عشرہ رحمت نصف مغفرت اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۳، صحیح ابن خزیمہ ص ۱۹۲ ج ۳)

(۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں

سے ایک کا نام الریان ہے اس میں سے روزہ وارد داخل ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۵، سنن ابن ماجہ ص ۱۹)

(۶) ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ روزہ دار کے منہ کی

بواللہ جل مجدہ الکریم کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔ (صحیح ابن حبان ص ۲۷۷ ج ۶، سنن نسائی ج ۱۳)

(۷) اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم ارشاد فرماتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس

کی جزا دوں گا۔

(سنن داری ص ۴۰ ج ۲، صحیح بخاری ص ۲۵۴ ج ۱، سنن نسائی ص ۲۳۹ ج ۱، صحیح ابن حبان ص ۲۷۸ ج ۶)

صحیح ابن خزیمہ ص ۱۹۲ ج ۳)

(۸) حضور اکرم شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے

ایک روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم ص ۲۶۴ ج ۱)

(۹) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”روزہ ڈھال ہے اور حفاظت کا قلعہ ہے، ہر شے کی زکوٰۃ ہوتی ہے، بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔“

(مشکوٰۃ ص ۱۷۳، جامع ترمذی ص ۱۵۹ ج ۱، ابن ماجہ ص ۱۱۹، نسائی ص ۲۴۰ ج ۱، ابن خزیمہ ص ۱۹۲ ج ۳)

(۱۰) احمد مختار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ پانچوں نمازوں اور جمعہ سے جمعہ تک رمضان سے اگلے رمضان تک تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، اگر کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔

(۱۱) روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے، او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار باکمال کے لئے حاضر ہوا جہاں میرا غالب گمان تھا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جلوہ گر نہ تھے، پھر مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوا، مگر میں دیدار سے مشرف نہ ہو سکا۔ اچانک محراب میں جہان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز دکھائی دیئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی قریب ہی حاضر خدمت تھے۔ میں ان کے قریب بیٹھ گیا۔ اچانک ایک دل موہ لینے والی آواز سنائی دی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ طوبی الہ اس کے لئے خوشخبری ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں آواز آئی طوبی الک یا رسول اللہ ول من حسام رمضان: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے لئے بھی خوشخبری ہے اور جو ماہ رمضان المبارک میں روزہ رکھتا ہے۔

کچھ دیر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے علی! تمہارے ساتھ کون ہے صلی اللہ علیہ وسلم عرض کیا کہ عبد

اللہ بن مسعود! فرمایا قریب آ جاؤ ہم حاضر خدمت ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

مبارک پیشانی چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس دلکش آواز کے بارے میں عرض کیا؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ حضرت جبرائیل امین کا نغمہ تھا۔

جبرائیل امین نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے آ رہا تھا، کہ راستے میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے متعلق ان سے گفتگو ہو گئی۔ اسی دوران میں نے ایک فرشتہ دیکھا جس نے لعل و جواہرات اور موتیوں سے مزین تخت کو اپنی پشت پر اٹھایا ہوا ہے اور اس تخت پر ایک شخص بیٹھا ذکر خدا میں مصروف ہے میں نے فرشتے سے اس کے متعلق پوچھا اس نے عرض کیا یہ شخص دو ہزار سال جنگلوں میں عبادت کرتا رہا، پھر اس نے سمندروں میں عبادت کرنے کے شوق کا اظہار کیا۔ اور بارگاہ رب العزت میں التجا کی وہ مقبول ہوئی۔ اس کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا اور اب یہ مصروف عبادت ہے۔ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (طوبیٰ لہ) اس کے لئے خوشخبری ہے تو جبرائیل امین نے عرض کیا کہ طوبیٰ لک ولا عتک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے بھی خوش خبری ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ کیا ایسا با کمال شخص میری امت میں بھی ہے، جبرائیل امین نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا شہر عظیم پیدا فرمایا ہے جس کے طول و عرض کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس میں بے شمار فرشتے موجود رہتے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں سفید جھنڈا ہے، ہر جھنڈے پر کلمہ شریف لکھا ہوا ہے، اس میں موجود فرشتوں کی عبادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعد روزہ داروں کے لئے دعائے مغفرت کرنا ہے جب ماہ رمضان آتا ہے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ اس شہر میں جا کر اس عبادت میں مشغول ہو جائیں پہلے فرشتے عرش

پر حاضر ہو جاتے ہیں یہ عظمت ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خاطر دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے، ہر ماہ رمضان کی جلوہ گری کے موقع پر فرشتوں کا یہ تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔

(۱۳) ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کی آمد ہوتی ہے تو منادی ندا کرتا ہے اے فرشتو! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے گناہ نہ لکھو میں ان کو بخشنے والا ہوں۔

احترام رمضان کا صلہ

علامہ عبدالرحمن صفوری علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ:

ایک مجوسی نے اپنے بیٹے کو مسلمانوں کے سامنے ماہ رمضان میں کچھ کھاتے پیتے دیکھا، تو اسے خوب سزا دی اور کہا کہ تو نے مسلمانوں کے سامنے ان کے مقدس مہینے کی عزت و حرمت کو ملحوظ خاطر نہ رکھا، اسی ہفتے مجوسی فوت ہو گیا کسی نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ٹہل رہا ہے پوچھا تو وہی مجوسی ہے، مجوسی نے کہا ہاں لیکن جب میرا آخری وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا احترام کرنے کی برکت سے مجھے دولت ایمان سے سرفراز فرما دیا تھا۔

(نہمہ المجالس ص ۵۷۰ ج ۱)

قارئین کرام! رمضان المبارک کے احترام کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجوسی کو دولت ایمان عطا فرما دیتا ہے مگر وہ مسلمان کتنے بدنصیب ہیں جو ماہ رمضان کو پاتے ہیں مگر اس کی برکتوں سے فیض یاب نہیں ہوتے۔

ماہ رمضان کی وجہ تسمیہ

رمضان المبارک بڑی عظمتوں اور برکتوں والی مہینہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ مختلف آئمہ نے مختلف طریقہ سے بیان کی ہے۔ اختصاراً ہم عرض کر رہے ہیں۔

(۱) رمضان رمضا سے مشتق ہے رمضان موسم خریف کی بارش کو کہتے ہیں جس سے زمین دھل جاتی ہے اور ربیع کی فصل خوب ہوتی ہے، چونکہ رمضان المبارک دل کے گرد و غبار کو اچھی طرح دھو دیتا ہے، اس سے اعمال کی کھیتی سرسبز و شاداب رہتی ہے۔ اس لئے اسے رمضان کہتے ہیں۔

(۲) رمضان ”رمض“ سے بنا ہے جس کا مطلب گرمی، جلنا ہے اس لئے کہ مسلمان ماہ رمضان میں بھوک اور پیاس کی تپش کو برداشت کرتے ہیں اور یہ ماہ مبارک گناہوں کو جلا ڈالتا ہے۔ اس لئے اسے ماہ رمضان کہتے ہیں۔

(۳) جب مہینوں کے نام رکھے گئے جس موسم میں جو مہینہ تھا اس اعتبار سے اس کا نام رکھ دیا گیا، جو ماہ مبارک گرمی میں تھا اس کا نام ماہ رمضان رکھ دیا گیا جو مہینہ موسم بہار میں تھا، اسے ربیع الاول کا نام دے دیا گیا اور جس مہینے برف کی طرح پانی جم رہا تھا اسے جمادی الاول کا نام دے دیا گیا۔ (تفسیر نعیمی)

(۴) تورات میں ماہ رمضان کا نام شہر الرضوان ہے۔ اس کا نام انجیل میں شہر الفقراں ہے۔ زبور میں اس کا نام شہر الاحسان ہے۔ قرآن مجید میں اسے ماہ رمضان کا نام دیا گیا ہے۔ (روضۃ الواعظین)

(۵) رمضان میں پانچ حروف ہیں ر، م، ض، ا، ن، ر سے رضائے الہی م سے مغفرت الہی ض سے ضمانت الہی الف سے الفت الہی نون سے نوال و عطاء الہی مراد ہے۔

روزہ کی فرضیت

اولاً عاشورہ کا روزہ فرض تھا پھر ایام بیض قمری مہینے کی تیرہویں چودھویں پندرہویں تاریخ کے روزے فرض کئے گئے ۲۔ ھ کو رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت سے عاشورہ اور ایام بیض کے روزوں کی فرضیت منسوخ کر دی گئی۔ درمختار میں ہے

کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔

(در مختار ص ۸۰ ج ۲)

طلحہ بن عبید اللہ سے مروی حدیث میں بھی ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہیں (بخاری) روزوں کی فرضیت پر آئمہ اربعہ سے سیدی امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک شافعی امام احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ متفق ہیں۔ روزہ کی فرضیت پر اجماع امت بھی ہوا ہے۔ (ہدایہ) اس لئے روزہ کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔

روزہ کی تعریف

روزہ کا لغوی معنی ہے کسی چیز سے رُکنا اور اس کا ترک کرنا۔ اصطلاح شریعت میں عاقل بالغ مسلمان مرد و عورت کا ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کو ترک کرنے اور محرمات سے بچنے اور اپنے نفس کو تقویٰ کے لئے تیار کرنے کا نام روزہ ہے۔ (لسان العرب ص ۲۵۱ ج ۱۲، الکفایہ مع فتح القدیر ص ۲۲۳ ج ۲)

روزہ کی اہمیت

قرآن مجید میں اس کا فلسفہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ”کہ تم تقویٰ اختیار کرو“ روزہ سے خوف خدا پیدا ہوتا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ وہ کون سی طاقت ہے جو کروڑوں انسانوں کو پورا دن سخت گرمی اور دھوپ میں ایک پانی کا گھونٹ پینے سے بھی باز رکھتی ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کا تہیہ ہے۔ نماز روزہ جیسی عبادات میں یہ حکمت بھی پوشیدہ ہے کہ مسلمانوں میں خدا ترسی اور تحمل احکام کی روح پیدا ہو، اور وہ اسلامی طرز زندگی سیکھ جائے۔ مسلمان تمام مصائب و آلام اس لئے برداشت کرتا ہے کہ اسے خدا کا خوف اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم ہے۔ حالانکہ اگر وہ چھپ کر کھا، پی لے تو اسے کون روک سکتا ہے یہ صرف خدا خونی کا جذبہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے بچپن کا واقعہ

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا بچپن ہے، ماہ رمضان المبارک ہے، آپ کے پہلے روزہ کی بات ہے، دوپہر کا وقت ہے، گرمی کی شدت ہے آپ کے والد گرامی آپ کو ایک کمرے میں لے جاتے ہیں کمرہ اندر سے بند کر لیا جاتا ہے فرنی کا پیالہ آپ کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے، فرمایا بیٹا کھا لو تم ابھی بچے ہو عرض کیا میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟ والد گرامی مولانا نقی علی خاں نے فرمایا بیٹا بچوں کے روزے ایسے ہی ہوتے ہیں، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کوئی نہیں دیکھ رہا۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ جواب دیتے ہیں ابا جان! جس کے حکم سے روزہ رکھا وہ تو دیکھ رہا ہے والد گرامی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ کو سینے سے لگالیا۔ (مجدد اسلام، حیات اعلیٰ حضرت) روزہ کے ذریعہ یہ تربیت کی جاتی ہے جس طرح ماہ رمضان میں احکامات الہی کی بجا آوری کی ہے اسی طرح سارا سال اور زندگی کے دوسرے معاملات میں بھی خدا تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری کرے۔ روزہ میں جسمانی روحانی فوائد ہیں۔ طبی نقطہ نظر سے بھی روزہ قوت و طاقت کا ضامن ہے ارسطو اور فیثا غورث وغیرہ کے نزدیک تزکیہ قلب اور دماغ کی صفائی کا بہترین علاج یہ ہے کہ انسان بھوک پیاس اور خواہشات کی تکالیف کو برداشت کرے۔ اس سے خیالات میں پاکیزگی اور جذبات میں طہارت پیدا ہوتی ہے۔ تمام فلاسفر اطباء اس عبادت کی اہمیت و فوائد کی محترف ہیں۔ روحانی فوائد کچھ بیان ہو چکے جو کہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

رمضان کی ابتداء

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ چاند دیکھ کر رکھو، اور چاند دیکھ کر افطار (اختتام) کرو اور اگر بادل ہوں تو تمہیں کی گنتی پوری کرو۔ (بخاری)

صیام رمضان کی گنتی

رمضان المبارک کا مہینہ کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان المبارک میں ۲۹ روزے ۳۰ روزوں کی نسبت زیادہ مرتبہ رکھے ہیں۔ امام ترمذی نے کہا اس کے متعلق متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایات منقول ہیں۔

نیا چاند دیکھنے کی دعا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللَّهُمَّ أَهْلَةَ عَلَيْنَا بِأَمْنٍ وَإِيمَانٍ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ
اللَّهُ.
(مشکوٰۃ شریف)

اس کے علاوہ بھی دعائیں احادیث میں مذکورہ ہیں۔

روزہ کی نیت

نیت کے بغیر روزہ نہیں ہوتا، اور نیت کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں۔ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے اگر زبان سے نہ بھی کہا دل میں ارادہ کر لیا تو روزہ ہو گیا البتہ زبان سے نیت کرنا جائز و مستحب ہے۔ نیت زبان سے کرنا ہو تو کسی بھی زبان میں کر سکتے ہیں۔

سحری

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل باعث برکت ہے۔ سحری نہ کرنے کے باوجود روزہ تو ہو جائے گا البتہ کر لینا سنت و مستحب ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری کیا کرو، اس میں برکت ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسند احمد کی روایت میں ہے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

سحری کا محبوب کھانا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! مومن کے لئے سحری کا بہترین کھانا کھجور ہے۔
(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

ہمیں چاہیے سحری کھانے میں کھجور کو بھی شامل کر لیا کریں تاکہ مزید برکت حاصل ہو جائے۔

سحری کا وقت

یہود و نصاریٰ رات کو سونے کے بعد کھانا پینا حرام جانتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں یہی حکم تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی کہ صحابہ کرام میں اگر کوئی افطاری سے قبل سو جاتا، تو ساری رات اسے کھانے پینے کی اجازت نہ تھی۔ ایک مرتبہ حضرت قیس نے روزہ رکھا بوقت افطاری اپنے گھر میں بیوی کے پاس آئے اور کھانا طلب کیا بیوی نے عرض کیا کہ میں تلاش کر کے لاتی ہوں۔ بیوی واپس آئی تو وہ سو چکے تھے۔ دوسرے دن دوپہر کو وہ بے ہوش ہو گئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس کا تذکرہ ہوا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (احل لکم لیلۃ الصیام الرافئ الی نسائکم اور یہ بھی آیت نازل ہوئی وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود) صحابہ کرام بہت خوش ہوئے۔ (بخاری)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سحری کیا کرو، سحری کھانے میں برکت

ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۲۳۶ ج ۴، مشکوٰۃ ص ۱۷۵، ترمذی ص ۱۵۰ ج ۱، نسائی ۲۳۲ ج ۱، دارمی ص ۸ ج ۲)

سحری کا وقت طلوع فجر تک ہے۔

وقت افطار

روزے کا وقت غروب آفتاب تک ہے جب سورج غروب ہو تو روزہ افطار کر لینا چاہیے۔ بخاری مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اس متعلق مروی ہے۔ سحری میں تاخیر کرنا اور افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

اس کے متعلق بخاری، مسلم اور دیگر کتب حدیث میں احادیث مروی ہیں مسلم شریف میں حدیث ہے اس وقت لوگ خیر پر رہیں گے جب تک سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

افطار کی دعا

جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کر لیتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ :

اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

یہ دعا قبل افطار ہے یا بعد افطار اس کی تفصیلی تحقیق کے لئے سیدی اعلیٰ حضرت

بریلوی علیہ الرحمۃ کے رسالہ العروس المعطار فی زمن دعوت الافطار (مطبوعہ مسلم کتابوی لاہور) میں ملاحظہ کریں۔

افطار کس چیز سے کرنا چاہیے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور یا پانی سے افطاری فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

میں برکت فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ)

روزہ نہ رکھنے کا شرعی عذر

ایسا بیمار جس سے بیماری شدید بڑھ جانے کا اندیشہ ہے شرعی سفر کا مسافر، حیض و

نفاس والی عورت روزہ نہ رکھے، حاملہ دودھ پلانے والی عورت جس کو اپنی یا بچہ کی جان کا خوف ہو، اکراہ شرعی، جنون اور جہاد ان سب صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ شیخ فانی زیادہ ضعیف العمر جو بہت زیادہ کمزور ہو چکا ہے اس کو چاہیے روزہ کے بدلہ فدیہ دے اس کے بعد طاقت محسوس کرے تو روزہ کھنا واجب ہے، ان صورتوں میں بعد میں روزہ کی قضا لازم ہے۔ (در مختار ص ۱۱۷، ۱۱۸ ج ۲)

کسی کے بدلے نہ کوئی دوسرا روزہ رکھ سکتا ہے نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ ان کا فدیہ دے سکتا ہے یا نفلی نماز و روزہ کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے۔

۶۔ حسن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھول کر کھانے پینے، گرد و غبار مکھی، چھھر کا حلق میں چلے جانا تیل اور خوشبو کا لگانا، بلغم نکل جانا، قے آجائے، غسل کرتے ہوئے کان میں پانی چلا جائے، خون نکلے مسواک کرنے، دانت نکلوانے آنکھ میں کسی قسم کی دوا ڈالنے، سحری کے وقت دانتوں میں پھنسی ہوئی کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم نکل جائے، احتلام ہو جائے یا دھواں وغیرہ کا حلق میں چلے جانا ان سب چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (در مختار مع فتاویٰ شامی ص ۸۳ تا ۱۰۷ ج ۲)

با امر مجبوری ٹیکہ لگوانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا سید مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ سے فتاویٰ مصطفویہ ص ۹ مولانا مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ فیض الرسول ص ۵۱۶ ج ۱ مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے فتاویٰ حزب الاحناف ص ۱۳۹ پر یہی فتویٰ دیا ہے تفصیلی دلائل کے شائقین فتاویٰ فیض الرسول وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

روزہ میں مکروہ چیزوں کا بیان

جھوٹ، چغلی، غیبت گالی گلوچ کسی چیز کا بغیر کسی عذر کیچکھنا یا چبانا کہ حلق میں اتر

آئے، نا جائز کھیل کھیلنا منع ہیں بہت سا تھوک جمع کے نگل جانا غسل میں منہ اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ کرنا یہ چیزیں روزہ میں مکروہ ہیں (در مختار و فتاویٰ شامی) سرمہ لگانا خوشبو لگانا وغیرہ روزہ میں بھی مکروہ نہیں ہیں۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

منہ بھر کر قے آئی اور اس کو چنے کی مقدار یا اس سے زیادہ نگل جائے ناک اور منہ میں پانی ڈالتے وقت حلق سے نیچے اتر جائے یا دماغ میں چڑھ جائے، حقہ سگریٹ پینے پان کھانے ناک میں نسوار لینے ناک اور کان میں کوئی دوا ڈالنے، مشیت زنی سے انزال ہو جائے، عورت کو چھوا بوسہ لیا، مباشرت کی کہ انزال ہو گیا۔ ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ گیا کھانے پینے یا جماع کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر روزہ کا یاد ہو۔

(در مختار، شامی ص ۱۰۷، ۸۴ ج ۲)

جن صورتوں میں صرف قضا لازم ہے

خیال کیا کہ صبح صادق شروع نہیں ہوئی کھایا، پیا، جماع وغیرہ کیا بعد میں یہ خیال غلط ثابت ہوا، یا یہ گمان کیا کہ سورج غروب ہو چکا روزہ افطار کر لیا حالانکہ ابھی غروب آفتاب کا وقت نہ ہوا اس صورت میں روزہ ٹوٹ گیا البتہ اس کی قضا کرے بھول کر کھایا پیا اور سوچا اب تو روزہ ٹوٹ گیا اب قصد اکھایا پیا تو صرف قضا ہے۔

صبح کو نیت نہیں تھی زوال سے پہلے کر لی پھر کھایا پیا تو صرف قضا کرے پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اس تک دوائی ڈالی پیٹ یا دماغ تک چلی گئی کان میں تیل پٹکایا یا حقہ لیا یا ناک سے دوائی چڑھائی کاغذ مٹی گھاس کھایا جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں تو صرف قضا لازم ہے حلق میں بارش کی بوند یا اولیا یا پسینہ وغیرہ نگل لیا تو صرف قضا لازم ہے۔

قضا کے ساتھ کفارہ کی ادائیگی

قصداً روزہ بغیر شرعی عذر کے توڑنے سے قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ مسلسل ساٹھ روزے رکھے اگر بیماری کی وجہ سے ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے بیماری ختم ہونے پر روزے کی قضا بھی کرے قضا یہ ہے کہ روزہ کے بدلے روزہ رکھے۔ (در مختار ص ۱۱۷ ج ۲)

روزہ کا فدیہ

بوڑھا ضعیف جس کی عمر بہت زیادہ ہو گئی ہو اور اس میں روزہ کی طاقت نہ ہو اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر یہ کہ ہر روزہ کے بدلے روزہ کا فدیہ دے فدیہ یہ ہے کہ ایک مسکین کو پیٹ بھر کر دونوں وقت کھانا کھلا دے۔ (در مختار ص ۱۱۹ ج ۲)

روزے کے درجے

حجت الاسلام امام محمد بن محمد غزالی رضی اللہ عنہ اور دیگر صوفیاء کرام کے نزدیک روزے کے تین درجے ہیں۔

- ۱۔ عام لوگوں کا روزہ کہ کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنا۔
- ۲۔ خواص کا روزہ کھانے پینے جماع سے رکے رہنا اور اس کے علاوہ کان زبان ہاتھ پاؤں آنکھ اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔
- ۳۔ خاص الخواص کا روزہ، جمیع ماسوا اللہ سے اپنے آپ کو بالکل جدا کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ قائم رکھنا۔

نماز تراویح

کسی بھی عاقل، بالغ مسلمان پر بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت موکدہ ہے اور اس

کا چھوڑنا گناہ ہے۔

مہینہ بھر نماز تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنتِ موکدہ ہے روزہ اور تراویح لازم و ملزوم نہیں اگر ایک رہ جائے تو دوسری عبادت میں شریک ہو جائے۔
تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے ایک نے بھی پڑھ لی تو ادا ہو گئی اگر مسجد کے سب لوگوں نے چھوڑ دی تو سب گناہ گار ہوں گے نابالغ کے پیچھے کوئی بھی نماز جائز نہیں۔

بعض قاری تراویح میں اس قدر تیز پڑھتے ہیں کہ یعلمون تعلمون کا ہی پتہ چلتا ہے۔ اتنی تیزی جائز نہیں ہے امام داڑھی کتر یا حد شرع سے کم کرانے والا نہ ہو فرض نماز ہو یا تراویح امام عاقل بالغ صحیح العقیدہ سنی حنفی بریلوی اور پابند شریعت ہونا ضروری ہے، دیوبندی، وہابی، شیعہ، قادیانی وغیرہ جتنے بے دین ہیں ان کے پیچھے نماز ہرگز نہیں ہوتی۔ ان بد مذہبوں کے پیچھے نمازیں پڑھ کر اپنے ایمان اور نمازوں کو برباد نہ کریں سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی اور سیدی محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب علیہا الرحمۃ اور دیگر اکابر کا یہی فتویٰ و عمل ہے۔

نماز وتر

اگر عشاء کی نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت کے ساتھ تو وتر بھی تنہا پڑھے۔ اگر فرض جماعت سے پڑھے ہوں تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔

(در مختار مع رد المحتار ص ۱۲۸ ج ۲، فتاویٰ رضویہ ص ۵۰۱ ج ۳، فتاویٰ حامد یہ ص ۲۵۸، فتاویٰ مصطفویہ ص ۱۲ ج ۲،

بہار شریعت ص ۲۲ ج ۴، فتاویٰ اجملیہ ص ۲۳۰ ج ۲)

فضیلت اعتکاف

اعتکاف کا لغوی معنی ٹھہرنا ہے اور اصطلاح شرع میں اللہ تعالیٰ سے تقرب اور اس

کے ذکر کی نیت سے ٹھہرنا۔

(المفردات ص ۳۳۲، الاحکام القرآن ص ۲۳۲ ج ۱)

(فضیلت اعتکاف)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ اعتکاف کرنے والے کو اس قدر نیکیاں ملتی ہیں کہ گویا اس نے ساری عمر نیکیاں ہی کی ہیں اور وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(ابن ماجہ ص ۱۲۷)

مزید ارشاد فرمایا، کہ جس نے رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کیا وہ ایسا ہے کہ اس نے دو حج اور عمرے کئے۔

(سنن کبریٰ بیہقی ص ۳۱۶ ج ۴)

(مسائل اعتکاف)

بیس رمضان المبارک غروب آفتاب سے لیکر اختتام رمضان المبارک تک اعتکاف کرنا سنت ہے۔ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔ مرد مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے گھر میں جہاں اس نے نماز کے لئے اپنی جگہ مقرر کی ہے۔ ایسی مسجد جہاں پانچ وقت کی نماز باجماعت ہوتی ہو میں اعتکاف ہو جائے گا۔ جامع مسجد کی شرط نہیں ہے۔ معتکف کو بغیر عذر شرعی و طبعی کے حدود مسجد سے نکلنا جائز نہیں مثلاً پاخانہ پیشاب اور غسل فرض اور وضو وغیرہ، معتکف نماز جمعہ کے لئے دوسری مسجد میں عین وقت خطبہ جاسکتا ہے۔ اگر کھانا لا کر دینے والا کوئی نہ ہو تو خود کھانا گھر سے لاسکتا ہے۔ اعتکاف کرنے والے کے سوا کسی دوسرے کو مسجد میں کھانا پینا یا سونا جائز نہیں۔ معتکف اعتکاف کی حالت میں ذکر و اذکار، درود شریف دینی کتابوں کا مطالعہ و عظ و نصیحت میں وقت گزارے۔ فضول گفتگو اور دنیوی باتیں اور غلط رسائل پڑھنے سے اجتناب کرے۔

(در مختار مع شامی ص ۱۳۱ ج ۲ فتاویٰ عالمگیری ۱۴-۲۱۱ ج ۲ بدائع الصنائع ص ۱۱۵ ج ۲)

ہدایہ مع فتح القدیر ص ۳۰۸ ج ۲، المبسوط ص ۱۱۷ ج ۳)

شب قدر

رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ایک رات ایسی ہے جو قرآن مجید کے مطابق ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اسے شب قدر کہتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ وہ کون سی رات ہے، جمہور کے قول کے مطابق وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

جس نے ایمان کی حالت اور ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری ص ۲۷۰ ج ۲ صحیح ابن خزیمہ ص ۱۹۵ ج ۳)

اس رات میں ہمیں چاہیے کہ ذکر و اذکار عبادت نوافل توبہ و استغفار، تلاوت قرآن مجید کریں اور اسی میں رات گزاریں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، اس رات عشاء کے بعد جو شخص سات مرتبہ سورۃ القدر پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے آفات و بلیات سے محفوظ فرمادے گا ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کریں گے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات پڑھنے کے لئے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ يَا غَفُوْرُ

بزرگان دین نے اس رات نوافل پڑھنے کے مختلف طریقے تحریر کئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں روح البیان، اور غنیۃ الطالبین صرف ایک طریقہ پر خوف طوالت کی وجہ سے اکتفا کرتے ہیں۔

جو آدمی شب قدر میں چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ

کے بعد الھاکم الحکاثر ایک بار اور سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی سے محفوظ و مامون فرمائے گا۔ اور اس سے عذاب قبر کو دور کر دیا جائے گا۔

نوافل قضا عمری

نوافل قضا عمری جمعۃ المبارک کے دن پڑھے جاتے ہیں بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس سے قضا نمازیں ادا ہو جاتی ہیں اور بعض لوگ اسے حرام و بدعت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں خیال غلط ہیں۔

اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ جس شخص کی فرض نمازیں قضا ہو گئیں تھیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کے ساتھ وہ نمازیں قضا ادا کر لیتا ہے اور پھر قضا عمری کے نوافل ادا کرتا ہے۔ تو پھر نمازوں کے قضا ہونے کا جو گناہ تھا اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا۔

نوافل قضا عمری کا طریقہ یہ ہے جمعۃ الوداع کے دن جمعہ اور عصر کے درمیان بارہ رکعت نماز نوافل ادا کرے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ آیت الکرسی سورہ اخلاص سورہ لقلق سورہ الناس ایک ایک بار پڑھے۔

بعض آئمہ بزرگان دین نے اس کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ چار رکعت نماز نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ آیت الکرسی اور پندرہ مرتبہ سورۃ الکواثر پڑھے۔ سلام کے بعد ایک سو مرتبہ درود شریف اور ایک سو مرتبہ استغفار کرے اور پھر دعا کرے۔

(صدقہ فطر سے متعلق مسائل)

مسند الفردوس میں روایت ہے کہ حضور باعث تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یہاں تک کہ صدقہ فطر ادا نہ کر دیا جائے۔ مزید ارشاد فرمایا کہ اعلان کر دو صدقہ فطر واجب ہے۔

ہر صاحبِ نصاب پر اپنا اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے سنت یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے ادا کر دے۔ وگرنہ بعد میں ہی ادا کر دے باپ نہ ہو تو دادا کے ذمہ پوتے پوتیوں کا صدقہ فطر واجب ہے۔ علماء نے فرمایا گندم سے صدقہ فطر سوا دو سیر فی کس بنتا ہے۔ (ہدایہ مع فتح القدیر ص ۲۱۸ ج ۲ در مختار مع شامی ۹۹ ج ۲ فتاویٰ عالمگیری ص ۲۹۲ ج ۵)

عید الفطر

عید الفطر کا دن بڑی برکتوں عظمتوں اور مسلمانوں کے لئے بڑی خوشیوں کا حامل دن ہے۔ اس دن غسل کریں اور مسواک جیسی عظیم سنت کو زندہ کریں اعلیٰ قسم کی خوشبو لگائیں اچھے کپڑے زیب تن کریں۔ عید گاہ کی طرف پیدل جانا افضل ہے۔ دوسرے راستے سے واپس آنا چاہیے۔

عید گاہ آتے جاتے آہستہ آہستہ تکبیر پڑھیں۔

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ

نماز عید سے قبل میٹھی چیز کھانا سنت ہے عید کے دن زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنا چاہیے۔ احباب، عزیزوں، رشتہ داروں سے پیار و محبت سے ملنا معاہدہ مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے نماز عید کے بعد مطافقہ و مصافحہ پر مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے۔

نماز عید الفطر

نماز عید الفطر کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت کرے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب ساتھ چھ تکبیروں کے اقتداء کی میں نے اس امام کی منہ طرف قبلہ شریف پھر کانوں تک ہاتھ لے جائے اور اللہ اکبر کہہ کر باندھ لے پھر ثناء پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ لے جائے اور تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر اس طرح ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ

دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ باندھ لے اس کے بعد امام آہستہ سے تعوذ و تسمیہ پڑھنے کے بعد بلند آواز سے قرأت کرے یعنی سورہ فاتحہ اور ساتھ میں کوئی سورت قرأت کرے گا۔ پھر رکوع اور سجدہ کرے گا۔ دوسری رکعت میں امام سورہ فاتحہ اور ساتھ میں کوئی دوسری سورت پڑھے گا۔ پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جا کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے گا چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے باقی نماز دوسری رکعت میں امام سورہ فاتحہ اور ساتھ میں کوئی دوسری سورت پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے گا چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح مکمل کرے۔ سلام کے بعد امام دو خطبے پڑھے گا اور دعا کرے۔

خطبہ سنت ہے۔ خاموشی سے سنا جائے کسی قسم کی گفتگو بات چیت منع ہے خواہ اس وقت خطبہ سنائی دے یا نہ دے۔

ضروری احتیاط

کوئی بھی نماز جماعت سے پڑھتے وقت اس بات کا خیال کرے کہ امام صحیح العقیدہ سنی حنفی بریلوی ہونا ضروری ہے وہابی دیوبندی، شیعہ وغیرہ جتنے بد مذہب ہیں ان کے پیچھے نمازیں پڑھ کر اپنا ایمان اور نمازیں برباد نہ کریں اور دوسرا امام پابند شریعت ہو داڑھی منڈایا حد شرع سے ایک مشت سے داڑھی کترانے والا ہرگز لائق امامت نہیں خواہ فرضی نماز ہو یا تراویح یا نماز عید۔

عید کے بعد روزے

شوال میں عید کے بعد چھ روزے کی حدیث شریف میں بڑی فضیلت وارد ہوئی

ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

”جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ دن شوال کے روزے (نقلی) رکھے تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔“ (طبرانی)

کتابُ التَّراویح

رمضان المبارک میں نماز عشاء کے ساتھ تراویح ادا کرنا سنت موکدہ ہے اس کا بلا

عذر چھوڑنا گناہ ہے۔

نماز تراویح سنت ہے

(۱) عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تبارك وتعالى فرض صيام رمضان عليكم و سنة لكم قيامه فمن صامه و قيامه ايمانا و احتسابا خرج من ذنوبه يوم ولداته امه .

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸ ج ۲، مسند امام احمد ص ۱۹۱ ج ۱، سنن نسائی ص ۲۳۹ ج ۱، سنن ابن ماجہ ص ۹۵، کنز

العمال ص ۲۹۶ ج ۲ مختصر قیام اللیل ص ۱۵۲)

حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے تمہارے لئے اسی میں قیام (تراویح) کو سنت مقرر کر دیا ہے پس جس شخص نے رمضان المبارک میں روزے رکھے اور قیام کیا ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے اس کو اس کی ماں نے اس دن جنا تھا۔

(۲) عن ثعلبة بن ابي مالك القرظي قال خرج رسول الله صلى الله

عليه وآله وسلم ذات ليلة في رمضان فرأى ناسا في ناحية
المسجد يصلون فقال ما يضع هؤلاء قال قائل يا رسول الله هؤلاء
ناس ليس معهم قرآن و ابى ابن كعب يقرأونهم معه يصلون يصلونه
قال قد احسنوا او قد احسبوا ولم يكره ذلك لهم .

(معرضة السنن واللائع ص ۳۹ ج ۳)

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان
المبارک میں ایک رات مسجد میں تشریف لائے۔ تو لوگوں کو مسجد کے ایک کونہ میں نماز
پڑھتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ ایک کہنے
والے شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو قرآن مجید یاد نہیں ہے حضرت
ابی بن کعب (نماز میں قرآن مجید) پڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے
ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ انہوں نے اچھا کیا یا یہ فرمایا کہ انہوں نے صحیح کیا اور
یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ناپسند نہیں فرمائی۔

تراویح کا ثبوت کتب شیعہ میں

(۱) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور
خلافت میں گھر سے نکلے مسجد میں لوگوں کو جمع ہو کر نماز تراویح پڑھتے ہوئے دیکھ کر ارشاد
فرمایا، اے اللہ تعالیٰ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قبر انور کو منور فرما جس نے ہماری
مسجدوں کو منور کر دیا۔
(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ص ۹۸ ج ۳)

(۲) حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان
المبارک کے مہینہ میں اپنی نماز کو بڑھا دیتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد نماز کے لئے کھڑے
ہوتے لوگ پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اس طرح کچھ وقفہ کیا جاتا۔ پھر اس طرح حضور

سید عالم مکی علیہ السلام کو نماز پڑھاتے۔ (فروع کافی ص ۳۹۴ ج ۱، طبع نو لکھنور ص ۱۵۴ ج ۲ طبع ایران)
 شیعہ کی من لا تحضرہ الفقہ میں بھی بیس رکعت مذکور ہیں۔ (من لا تحضرہ الفقہ ج ۲ ص ۸۸)
 (۳) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی رمضان المبارک کے مہینہ میں اپنی نماز میں
 اضافہ کر دیتے تھے، اور روزانہ معمول کے علاوہ بیس رکعت نماز نوافل ادا فرماتے تھے۔

(الاستبصار ص ۲۳۱ ج ۱، طبع نو لکھنور ص ۴۶۲ ج ۱، طبع ایران، فروع کافی

ص ۳۹۴ ج ۱، طبع نو لکھنور ص ۱۵۴ ج ۲ طبع ایران)

نماز تراویح کی تعریف وہابی علماء کی زبانی

نماز تراویح وہ نماز ہے جو ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں عشاء کے بعد با
 جماعت پڑھی جائے۔ اس نماز کا نام تراویح اس لئے رکھا گیا ہے کہ لوگ اس میں ہر چار
 رکعت کے بعد استراحت کرنے لگے۔ کیوں کہ تراویح ترویج کی جمع ہے۔ اور ترویج کے معنی
 ایک بار آرام کرنے کے ہیں۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۱ ج ۱ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲ مارچ ۱۹۹۲ء)
 نماز تہجد تو سارے سال میں ہوتی ہے اور تراویح خاص رمضان میں ہے۔ نماز
 تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۳۳۱ ج ۶ فتاویٰ ثنائیہ ص ۲۳۱ ج ۱)

ترویج کی جمع تراویح ہے ترویج چار رکعت کے بعد آرام کرنے کو کہتے ہیں۔ اور
 جمع تین سے شروع ہوتی ہے عربی گرامر کے اعتبار سے آٹھ رکعت پر تراویح کا اطلاق ہو ہی
 نہیں سکتا۔ اس پر ترویج کا ثنیہ ترویج یحتمل تو بولا جاسکتا ہے مگر تراویح اس کو نہیں کہہ
 سکتے اس کو خود وہابیہ کے مولوی پروفیسر عبداللہ بہاولپوری نے تسلیم کیا چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

تراویح کا نام حضور مکی علیہ السلام کے زمانہ میں ایجاد نہیں ہوا تھا۔ یہ نام بعد میں اس
 وقت پڑا جب لوگوں نے قیام رمضان کی رکعتوں کی تعداد بڑھادی..... آٹھ رکعت..... پر

تراویح کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ کیوں کہ تراویح ترویج کی جمع ہے اور ترویج پر چار رکعت کے بعد ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں آٹھ رکعت میں تراویح چونکہ ایک ہی ہو سکتا ہے۔ زیادہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تراویح کا نام ایجاد نہیں ہو سکا۔ بعد میں جب رکعتوں کی تعداد آٹھ سے بہت بڑھ گئی اور کئی تراویح ہونے لگی تو تراویح نام پڑ گیا۔

(رسائل بہاولپوری ص ۱۰۱)

معلوم ہوا کہ وہابی خود بدعتی ہیں کہ جو کام ان کے اصول کے مطابق یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کیا اس پر یہ اڑے ہوئے ہیں۔ وہابیہ کے علاوہ امام زرقانی امام ابن حجر عسقلانی اور امام قسطلانی نے بھی یہی تراویح کی تعریف کی ہے۔

(زرقانی شرح موطا ص ۲۲۲ ج ۱، فتح الباری ص ۵۷۵ ج ۵، ارشاد باری ص ۳۷۳ ج ۲)

اس کو وہابیہ نے نقل کیا ہے۔ فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۱ ج ۶ وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے بھی تراویح کی یہی تعریف کی ہے۔ (مسک الختام ص ۴۴۶ ج ۲)

بیس رکعت تراویح کا ثبوت

بیس رکعت تراویح سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

۱. عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي

في رمضان عشرين ركعة.

(الحکم الکبیر للطبرانی ص ۳۹۳ ج ۱۱، مجمع الزوائد ص ۱۷۲ ج ۳، سنن کبریٰ بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲، مصنف ابن ابی شیبہ

ص ۲۸۴ ج ۲، آثار السنن ص ۵۶، کشف الغمہ ص ۱۱۶، الوفا ص ۵۰۸، موطا امام محمد ص ۳۱۱ حاشیہ، فتاویٰ عزیزی

ص ۱۳۰ ج ۱، تلخیص الجیر ص ۲۱ ج ۲، مسند عبد بن حمید ص ۲۱۸ اشعۃ اللمعات ص ۵۴۲ ج ۱، ما ثبت من السنۃ ص ۲۰۸)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رمضان المبارک میں بیس رکعت نماز (تراویح) ادا فرماتے تھے۔

(۲) عن جابر بن عبد الله قال خرج النبي صلى الله عليه وآله وسلم

ذات ليلة في رمضان فصلى الناس اربعة وعشرين ركعة واوتر بثلاثة

(تاریخ جرجان ص ۲۷۵)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی

مکرم شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین کو چوبیس رکعتیں (۴ عشاء کے فرض اور ۲۰ رکعت تراویح) پڑھائیں اور تین وتر پڑھائیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا حکم مبارک

عن يحيى بن سعيد ان عمر ابن الخطاب امر رجلا يصلي بهم

عشرين ركعة (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲، آثار السنن ص ۵۳ ج ۱)

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت عمر بن خطاب

رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا، کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں

(۱) عن ابي بن كعب ان عمر ابن الخطاب امره ان يصلي بالليل في

رمضان فقال ان الناس يصومون انما رولا يحسنون ان يقرأوا فلو قرأت

بالليل فقال يا امير المؤمنين هذا شئ لم يكن فقال قد علمت ولكنه

حسن فصلى بهم عشرين ركعة (کنز العمال ص ۴۰۹ ج ۸)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے

انہیں حکم دیا کہ وہ رمضان میں رات کو لوگوں کو نماز پڑھایا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ دن

میں تو روزہ رکھتے ہیں مگر اچھے طریقے سے قرأت نہیں کر سکتے۔ اگر تم رات کو ان پر قرآن کی

قرأت کیا کرو تو بہتر ہو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین اس سے قبل اس طرح نہیں ہوا آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا علم ہے لیکن یہ اچھی چیز ہے۔ پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھائیں۔

(۲) عن عبد العزيز بن رفيع قال كان ابي بن كعب يصلي

بالناس في رمضان بالمدينة عشرين ركعة ويوتر بثلاث:

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

حضرت عبد العزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں لوگوں کو بیس رکعت (تراویح) پڑھاتے تھے اور وتر تین رکعت۔

(۳) عن يزيد بن رومان انه قال كان الناس يقومون في زمان عمر

ابن الخطاب في رمضان بثلاث وعشرين ركعة

(موطا امام مالک ص ۷۱، سنن کبریٰ بیہقی ص ۴۹۶، المغنی ص ۱۶۷ ج ۲)

یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رمضان المبارک میں تیس رکعت (بیس تراویح تین وتر) پڑھا کرتے تھے۔

(۴) قال محمد بن كعب القرظي كان الناس يصلون في زمان عمر

ابن الخطاب في رمضان عشرين ركعة يطيلون فيها القراءة ويوترون

بثلاث. (مختصر قیام اللیل ص ۱۵۷)

حضرت محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں، کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رمضان شریف میں بیس رکعت (تراویح) پڑھتے تھے۔ جس میں طویل قرات کرتے تھے۔ اور وتر تین رکعت ادا کرتے تھے۔

(۵) عن الحسن ان عمر ابن الخطاب رضى الله تعالى عنه جمع

الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی للہم عشرين رکعة

(جامع المسانید السنن ص ۱۵۵ ج ۱، سنن ابوداؤد ص ۲۰۲ ج ۱، طبع کراچی و عرب و نو لشکور

طبع کراچی سیر اعلام النبلاء ص ۲۰۰ ج ۱، المغنی ص ۵۸۰ ج ۲)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو

حضرت ابی بن کعب پر اکٹھا کر دیا۔ آپ ان کو بیس رکعت (تراویح) پڑھاتے تھے۔ (ابو داؤد کے علاوہ باقی مذکورہ کتب میں ابوداؤد ہی کے حوالے سے مذکور ہیں)۔

(۶) عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر ابن الخطاب

بعشرين رکعة والوتر۔ (معرفۃ السنن والآثار ص ۴۲ ج ۳)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے

زمانہ خلافت میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر ادا کرتے تھے۔

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ کی روایت بالا کے بارے وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء

اللہ امر تسری لکھتے ہیں کہ

عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) کا ثبوت یزید بن رومان کی روایت

سے ثابت ہوتا ہے۔ سوا گروہ روایت صحیح ہو تو بھی ہمارے مذہب کے خلاف نہیں کیوں کہ

ہمارا مذہب یہ نہیں کہ بیس رکعت حرام ہیں۔ (اہل حدیث کا مذہب ۶۸)

(۷) عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر ابن

الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی شهر رمضان بعشرين رکعة قال و

کانو یتوکون علی عصیہم فی عهد عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ

عنہ عن شدة الصیام۔ (سنن کبریٰ ص ۴۹۶ ج ۲)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ (صحابہ کرام و تابعین) حضرت عمر

بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں رمضان شریف میں بیس رکعت (تراویح) ادا کرتے تھے حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ وہ متین سورتوں کی قرات کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں لوگ (طویل) قیام کی شدت کی وجہ سے اپنی لائٹیوں کا سہارا لیتے تھے۔

اس حدیث شریف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان کا بیس رکعت پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔

امام نووی نے حضرت سائب کا قول بیس رکعت تراویح نقل کیا ہے۔ (شرح المہذب ص ۳۲ ج ۴)

(۸) روی مالک من طریق یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید

عشرین رکعة. (فتح الباری ص ۱۵۷ ج ۵)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تراویح بیس رکعت ہیں اس روایت کو وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے بھی نقل کیا ہے۔ (نیل الاوطار ص ۵۷ ج ۳)

(یہ حدیث کی سند بخاری کی ہے دیکھئے بخاری ص ۳۱۴ ج ۱)

(۹) عن السائب بن یزید ان عمر ابن الخطاب جمع الناس فی

رمضان علی ابی ابن کعب و تمیم الداری علی احدى و عشرین

رکعة. (مصنف عبدالرزاق ص ۲۶۰ ج ۲، التہذیب ص ۱۸۸ ج ۸ آثار السنن ص ۹)

یہ روایت ہم نے صرف اسی لئے پیش کی ہے کہ وہابیہ موطا امام مالک سے حضرت سائب بن یزید کی روایت آٹھ رکعت تراویح پیش کرتے ہیں اس کا ایک راوی محمد بن یوسف ہے اس سے بیس رکعت تراویح کی روایت بالا میں موجود ہے جو درج کی گئی ہے تو اصول ہے اذاتعارضاتسا قطا اور پھر یہ قابل غور ہے کہ حضرت سائب کے ایک شاگرد ہیں روایت کرتے ہیں دوسرے شاگرد محمد بن یوسف نے گیارہ رکعت روایت کی ہیں تیسرے

شاگرد حارث بن عبدالرحمن بن ابی الذباب نے بھی بیس تراویح روایت کی ہیں۔

(۱۰) اس کے لفظ یہ ہیں۔ وکان الصیام علی عمدة بثلاث و عشرين رکعة۔ (التمہید ص ۱۱۴ ج ۸)

گویا ان کے دو شاگرد بیس تراویح روایت کرتے ہیں تو محمد بن یوسف والا قول مرجوح ہوا۔ یا احدى عشرہ راوی کا وہم ہے۔

اور ابن خیفہ کا حضرت سائب سے بیس تراویح روایت کرنا مزید ہمارے موقف کو مضبوط بنا رہا ہے۔

(۱۱) امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ تم امران عمر بفعلها ثلاثا و عشرين رکعة ثلاث منها و تروا استقرار الامر علی ذلک فی الامصار (کشاف ص ۱۴۹ ج ۲) پھر حضرت عمر نے تیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا جن میں تین وتر تھے۔ تو یہ تمام شہروں میں حکم پختہ ہو گیا۔

(۱۲) عن عمر انه جمع الناس علی ابی ابن کعب فکان یصلی بهم فی شهر رمضان عشرين رکعة۔ (تلخیص الجیر ص ۲۱ ج ۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی ابن کعب کی اقتداء میں جمع کیا انہوں نے رمضان میں ان کو بیس تراویح پڑھائیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کا حکم مبارک

(۱) عن ابی الحسناء ان علیا امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات عشرين رکعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲۔ المغنی ص ۱۶۷ ج ۲ سنن کبریٰ ص ۲۹۷ ج ۲)

حضرت ابوالحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم

دیا۔ کہ وہ لوگوں کو پانچ تراتح میں رکعت (تراتح) پڑھائے۔

(۲) عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی رضی اللہ عنہ قال دعا

القراء فی رمضان فامر منهم رجلا یصلی بالناس عشرين رکعة

(سنن کبریٰ بیہقی ص ۳۹۶ ج ۲)

حضرت ابو عبدالرحمن سلمی نے فرمایا، کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے رمضان شریف میں قاری حضرات کو بلایا اور ان میں سے ایک کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت (تراتح) پڑھائے۔

قارئین کرام، ان احادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو رہی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراتح میں رکعت ادا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خلفائے راشدین نے بھی اسی پر عمل کیا ہے، بیس رکعت تراتح کو بدعت کہنے والے وہابیہ خود بدعتی ہیں اور احناف کا مسلک وہی ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا ہے۔

(۳) حدثنی زید بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہم انه امر الذی یصلی بالناس صدرة القيام فی شهر رمضان ان

یصلی بہم عشرين رکعة یسلم فی کل رکعتین ویراوح مابین کل

اربع رکعات فیرجع ذوالحاجة ویتوضا الرحیل وان یوتر بہم من

آخر الیل حسین الانعراف . (مسند امام زید ص ۱۲۹)

امام زید اپنے والد گرامی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جس امام کو رمضان المبارک میں تراتح کی نماز پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا، کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت تراتح

پڑھائے ہر دو رکعت پر سلام پھیرے ہر چار رکعت کے بعد آرام کا وقفہ دے کر حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے سب سے آخر میں وتر پڑھائے۔

امام ترمذی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

اکثر اهل العلم علی ماروی عن علی وعمر وغیرهما من اصحاب
النبی ﷺ عشرين رکعة وهو قول سفیان الشو وابن المبارک
والشافعی۔ (جامع ترمذی ص ۱۶۶ ج ۱)

اکثر اہل علم نے اسی بیس رکعت تراویح کو مختار بتایا ہے اور انہوں نے حضرت علی
المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ
عنہم سے روایت کیا ہے امام سفیان ثوری اور امام ابن مبارک اور امام شافعی کا بھی یہی قول
ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا عمل مبارک

عن زید بن وهب قال کان عبد اللہ بن مسعود یصلی بناء فی شہر
رمضان وعلیہ لیل قال اعمش کان یصلی عشرين رکعة و یوتر
بثلث۔ (مختصر قیام اللیل ص ۱۵۸)

زید بن وہب فرماتے ہیں، کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہمیں رمضان
شریف میں نماز پڑھاتے تھے، پس ان کی فراغت پر ابھی رات کا حصہ باقی ہوتا تھا۔ امام
اعمش نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیس رکعت تراویح ادا کرتے تھے، اور
تین وتر۔

بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع

امام قسطلانی لکھتے ہیں، کہ

وقد عدوا ما وقع في زمن عمر رضي الله عنه كالأجماع.

(ارشاد الساری ص ۵۱۵ ج ۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں (بیس رکعت تراویح کے متعلق) جو ہوا اس کو فقہائے کرام نے اجماع کی طرح مانا ہے۔

امام ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام نے اسی پر اجماع کیا کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔
(انارۃ المصابیح ص ۱۸)

امام ابن عبد البر بھی اس پر صحابہ کرام کا اتفاق بتلاتے ہیں۔ (عمدة القاری ص ۲۶۷ ج ۵) قاضی خان نے فتاویٰ ص ۱۱۰ ج ۱، امام ابن ہمام فتح القدیر ص ۴۰۷ ج ۵، امام ابن نجیم نے بحر الرائق، ص ۶۶ ج ۲ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت ہن لسنہ ص ۲۰۸ ملک العلماء امام مسعود الدین کا سانی بدائع الصنائع ص ۶۳۶ ج ۱، امام ابن عابدین شامی رد المحتار ص ۵۲۱ ج ۱ پر نم استقر الامر علی ہذا وغیرہ کے الفاظ سے صحابہ و تابعین کے اجماع کا تذکرہ کیا ہے مولوی عبدالحی لکھنوی نے عدۃ الرعایہ ص ۷۵ ج ۱، پر بھی اس اجماع کا ذکر کیا ہے۔

امام ابن قدامہ نے حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی روایات بیس تراویح نقل کر کے اسے اجماع کی طرح شمار کیا ہے۔
(المغنی ص ۱۶۷ ج ۲)

محدث جلیل حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری بھی بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع بتاتے ہیں۔
(شرح نقایہ ص ۲۴۱ ج ۲ مرقاۃ ص ۱۹۲ ج ۳)

امام زبیدی لکھتے ہیں کہ

وبالاجماع الذی وقع فی زمن عمر اخذ ابو حنیفة والنوی

والشافی واحد والجمهور واختاره ابن عبدالبر. (اتحاف السادة المتقین ص ۳۷۰ ج ۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیس رکعت تراویح پر جوامع ہوا اسی سے حضرت امام ابو حنیفہ امام نووی امام شافعی امام احمد اور جمہور فقہانے یہ مسلک بیس رکعت تراویح کا اخذ کیا ہے، امام ابن عبدالبر نے بھی اسے اپنا مختار بتایا ہے۔

حضرت شتیر بن اشکل کا عمل مبارک

عن شتیر بن اشکل انه کان یصلی رمضان عشرين رکعة والوتر

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید حضرت شتیر بن اشکل سے روایت ہے کہ وہ رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

حضرت ابوالختری کا عمل مبارک

عن ابی البختری کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان

ویوتر ثلاث.

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

حضرت ابوالختری سے روایت ہے، کہ وہ رمضان شریف میں پانچ ترویحات بیس رکعت تراویح اور تین وتر ادا کرتے تھے

حضرت عارث اعور کا عمل مبارک

عن ابی اسحق عن الحارث انه کان یؤم الناس فی رمضان بالیل

بعشرين رکعة ویوتر بثلاث ویقنت قبل الركوع. (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

ابو اسحاق سے روایت ہے کہ (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید) حضرت حارث اعور
رمضان شریف میں رات کو لوگوں کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اور دعائے قنوت
رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح کا ارشاد مبارک

عن عطاء قال ادركت الناس وهم يصلون ثلثة و عشرين ركعة

بالتواتر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)

حضرت عطاء نے فرمایا، کہ لوگ (صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) تین
وتر کے ساتھ بیس تراویح پڑھتے تھے۔

حضرت سوید بن غفلہ کا عمل مبارک

ابو الخصيب قال كان يومها سويد بن غفلة في رمضان فيصلي

خمس ترويعات عشرين ركعة (سنن کبریٰ ص ۴۹۶ ج ۲)

حضرت ابو الخصیب نے فرمایا کہ (حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
اللہ عنہما کے شاگرد رشید) حضرت کوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں ہماری امامت
فرماتے تھے پس وہ پانچ ترویع بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

وہابیہ کے عبدالرحمن مبارکپوری نے امام سفیان ثوری کا بیس تراویح کا مذہب

نقل کیا۔ (تحفۃ الاحوذی ص ۷۵ ج ۲)

امام ابراہیم نخعی کا ارشاد مبارک

عن ابراهيم ان الناس كانوا يصلون خمس ترويعات في رمضان

(کتاب الآثار از امام ابو یوسف ص ۴۱)

امام ابراہیم رحمی سے مروی ہے کہ لوگ (صحابہ کرام اور تابعین عظام) رمضان شریف میں پانچ تروتے میں رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

حضرت علی بن ربیعہ کا عمل مبارک

عن سعید بن ابی عبید ان علی ابن ربیعہ کان یصلی بہم فی رمضان خمس ترویحات ویوتر بثلاث (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)
حضرت سعید بن ابی عبید سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ تروتے میں رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

حضرت ابن ابی ملیکہ کا عمل مبارک

عن تاضع مولیٰ ابن عمر قال کان ابن ابی ملیکہ یصلی بنا فی رمضان عشرين رکعة.
(مصنف ابی شیبہ ص ۲۸۵ ج ۲)
حضرت تاضع مولیٰ ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن ابی ملیکہ رمضان شریف میں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ اور حضرت سعید بن ابی الحسن حضرت عمران عبدی کا عمل مبارک

عن یونس ادرکت مسجد الجامع قبل فتنۃ ابن الاشعث یصلی بہم عبدالرحمن بن ابی بکر و سعید بن ابی الحسن و عمران العبدی کانو یصلون خمس تراویح.
(مختصر قیام اللیل ص ۱۵۸)
حضرت یونس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ میں نے ابن الاشعث کے فتنہ سے قبل جامع مسجد بصرہ میں پایا کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ حضرت سعید بن ابی الحسن اور

حضرت عمران عبدی لوگوں کو پانچ ترویح میں رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

آئمہ اربعہ کا مسلک مبارک

ہم ثابت کر آئے ہیں کہ تابعین تبع تابعین بھی بیس رکعت تراویح پر ہی عامل اور اسی کے قائل تھے، اب ہم آئمہ اربعہ کا مسلک پیش کریں گے جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ آئمہ اربعہ کا مسلک بھی یہی تھا جو آج اہل سنت و جماعت کا ہے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسلک

امام قاضی خان علیہ رحمۃ لکھتے ہیں کہ

مقدار التراویح عند اصحابنا والشافعی ماروی الحسن عن ابی حنیفۃ قال القیام فی شہر رمضان سنۃ لا ینبغی ترکھا یصلی لاہل کل مسجد فی مسجدہم کل لیلۃ سوی الوتر عشرين رکعة خمس ترویحات بعشر تسلمات یسلم فی اربعین فتاوی۔

(قاضی خان ص ۱۱۲ ج ۱)

تراویح کی مقدار ہمارے اصحاب اور حضرت امام شافعی علیہ رحمۃ کے ہاں وہی ہے جو امام حسن بن زیاد نے سیدنا اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رمضان المبارک قیام (تراویح) سنت (موکدہ) ہے اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے ہر مسجد والوں کیلئے ان کی مسجد میں ہر رات میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح ادا کی جائیں پانچ ترویح دس سلاموں کے ساتھ پورا کرے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔

امام مالک کا مسلک مبارک

امام ابن رشد مالکی لکھتے ہیں کہ

واختلفوا في المختار من عدد الركعات التي يقوم الناس في رمضان فاختر مالك في احد قوله و ابو حنيفة والشافعي واحمد... القيام بعشرين ركعة سوى الوتر و ذكر الابن القاسم عن مالك انه كان يستحسن ستا وثلاثين ركعة والوتر ثلث (ہدایۃ المجتہد ص ۱۵۲ ج ۱)

فقہاء نے ان رکعات میں جو لوگ رمضان شریف میں پڑھتے ہیں کہ تعداد میں اختلاف کیا ہے پس حضرت امام مالک کا ایک قول پر اور حضرت امام ابو حنیفہ امام شافعی اور امام احمد نے وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح پڑھنے کو اپنا مختار بنایا ہے، اور امام ابن القاسم نے حضرت امام مالک سے بیس رکعت تراویح اور تین وتر کا مستحسن ہونا روایت کیا ہے۔

(تمہید ص ۱۱۳ ج ۸ عمدۃ القاری ص ۷۸ ج ۷ المصانح ص ۳۷۸ ج ۱ مشمولہ الحادی

للفتاویٰ فتح الباری ص ۱۵۷ ج ۵ ط ص ۱۴۴ ج ۳

امام شافعی کا مسلک مبارک

امام ترمذی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، کہ

قال الشافعي وهكذا ادرکت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة

(جامع ترمذی ص ۱۶۶ ج ۱، فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۸۷ ج ۶)

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی پایا اپنے شہر مکہ معظمہ میں کہ وہاں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں امام مزنی لکھتے ہیں، کہ

عن الامام الشافعي فاما قيام شهر رمضان احب الي عشرون لانه

روى عن عمر و كذلك يقومون بمكة ويوترون بثلاث.

(مختصر المزنی ص ۲۱ کتاب الامام ص ۱۲۵ ج ۱ قیام اللیل ص ۹۲)

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ رمضان المبارک کے قیام میں مجھے بیس

رکعت (تراویح) زیادہ محبوب ہے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور مکہ معظمہ میں لوگ بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

امام احمد بن حنبل کا مسلک مبارک

اما ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، کہ

والمختار عند ابی عبد اللہ فیہا عشرون رکعة وبهذا قال الشوری

وابو حنیفہ والشافعی وقال مالک سنۃ وثلاثون وزعم انه الامر

القدیم وتعلق بفعل اهل المدينة واما ران عمر اما جمع الناس علی

ابی ابن کعب کان یصلی بہم عشرين رکعة . (المغنی ص ۱۶۷ ج ۲)

امام ابو عبد اللہ احمد حنبل کے نزدیک بیس رکعت تراویح مختار ہیں امام سفیان ثوری

امام ابو حنیفہ اور امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں امام مالک چھتیس رکعت بتلاتے ہیں اور ان

کا گمان ہے کہ یہی قدیم امر ہے انہوں نے اہل مدینہ کے عمل سے تعلق کیا ہے ہماری دلیل

یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع کیا تھا تو

وہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے: امام قسطلانی نے بھی امام احمد کا بیس رکعت کا

قائل ہونا بیان کیا ہے۔ (ارشاد الباری ص ۳۲۷ ج ۳)

امام نووی شافعی علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ، خوب جان لو کہ نماز تراویح کے

سنت ہونے پر علی کا اتفاق ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔ (کتاب الاذکار ص ۱۵۶)

خود حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ:

الامر عندنا بتسع و ثلاثین وبمكة بثلاث وعشرين وليس فی شنی

من ذلك ضیق . (فتح الباری ص ۲۲۵ ج ۴)

کئی سال سے یہاں تراویح کا حکم انتالیس رکعت ہے (۳۶ تراویح اور تین وتر) مگر

مکہ معظمہ میں ۳۳ رکعت ہے (تیس تراویح تین وتر) ان دونوں میں سے کسی پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اس کو وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے بھی نقل کیا ہے۔

ہدایۃ المجتہد کی طرح وہابیہ نے بھی امام مالک سے دونوں قول نقل کیے ہیں ایک چھتیس رکعت کا اور بیس تراویح کا دیکھے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۸۷ ج ۶)

امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں کہ ومن ذلک قول ابی حنیفہ والشافعی واحمد ان صلوة تراویح شہر رمضان عشرون رکعة۔

(میزان الکبریٰ ص ۱۲۸ ج)

اسی سے ماخوذ (حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے فعل) سے امام ابوحنیفہ امام شافعی اور امام احمد کا قول مبارک ہے کہ نماز تراویح ماہ رمضان میں بیس تراویح ہے۔ فقہ مالکی کی معتبر کتاب مدونۃ الکبریٰ میں بھی چھتیس رکعت تراویح مرقوح ہے۔

(مدونۃ الکبریٰ ص ۲۲۳ ج ۱)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک:

قطب الاقطاب غوث الاغواث فرد الافراد محبوب سبحانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منسوب کتاب غنیۃ الطالبین کے بارے اختلاف ہے آیا وہ آپ کی تصنیف ہے یا نہیں اس اختلاف سے قطع نظر چونکہ غیر مقدین وہابیہ اسی غنیۃ الطالبین کو بڑا ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی ناپاک و ناکام کوشش کر کے عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان پر اتمام حجت کے واسطے ہم اس کا حوالہ پیش کر رہے ہیں اسی غنیۃ الطالبین میں لکھا ہوا ہے کہ و صلوة التراویح سنة النبی ﷺ وہی عشرون رکعة یجلس عقب کل رکعتین ویسلم فہی خمس ترویحات کل اربعة منها ترویحة۔ (غنیۃ الطالبین عربی ص ۱۶-۱۵ ج ۲)

نماز تراویح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور وہ بیس رکعت ہے اور ہر دور رکعت کے بعد بیٹھے اور سلام پھیرے پس وہ پانچ تراویح ہیں ہر چار رکعت کے بعد ایک تراویح۔

وہابیوں کی بددیانتی:

حق کا سامنا کرنا وہابیہ دیوبندیہ کے بس کی بات نہیں ہے، لہذا اب ان لوگوں نے اپنی ذلت کو چھپانے کے لیے کتابوں میں تحریف کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے حدیث کی کتب سے لے کر درسی کتب تک یہ سلسلہ جاری ہے ہم انشاء اللہ المولیٰ اس موضوع پر مستقل ایک کتاب لکھیں گے فی الحال صرف ایک حوالہ حاضر خدمت ہے غنیۃ الطالبین کے عربی اردو کے تمام ایڈیشن آپ دیکھ لیں سب میں تراویح کی رکعت بیس رکعت مرقوم ہے مگر غیر مقلدین وہابیہ نے کراچی کے مکتبہ سعودیہ سے جو کتاب غنیۃ الطالبین شائع کی ہے اس میں واضح طور پر بدیانتی اور تحریف کی ہے کہ بیس رکعت تراویح کی جگہ آٹھ رکعت کروایا ہے۔ یاد رہے ہمارے نزدیک مذکور کتاب سرکار غوث پاک کی نہیں ہے دیکھیے بشرح فتوح الغیب فتاویٰ رضویہ۔

امام غزالی کا ارشاد مبارک:

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، کہ

التراویح وہی عشرون رکعة و کیفیتہا مشہورۃ و سنة مواکدة.

(احیاء العلوم الدین ص ۲۰۱ ج ۱)

نماز تراویح بیس رکعت ہے جس کا طریقہ مشہور ہے اور یہ سنت مؤکدہ ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ارشاد مبارک:

شیخ محقق علی الاطلاق بالاتفاق شیخ المدین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ
الرحمۃ لکھتے ہیں، کہ

والذی استقر علیہ الامر واشتہر من اصحابہ والتابعین ومن بعدہم
هو العشرون وماروی نہائلت وعشرون فبحساب الوتر.

(ماثبت بالسندہ ص ۳۶۴ مترجم عربی اردو)

اور چیز صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں سے ثابت و مشہور ہو چکی ہے وہ بیس
رکعتیں ہیں اور تیس رکعت تراویح کی جو روایت ہے وہ وتر کو تراویح کے ساتھ شمار کر کے
ہے۔

(ماثبت بالسندہ ص ۲۰۸)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ وہ شخصیت ہیں جن کے متعلق وہابیہ
کے امام العصر مولوی ابراہیم میرسیالکوٹی لکھتے ہیں، کہ مجھ عاجز کو آپ (شیخ عبدالحق محدث
دہلوی) کے علم و فضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ
سے حسن عقیدت ہے آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت
سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔

(تاریخ اہل حدیث ص ۲۷۴)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی حضرت شیخ عبدالحق دہلوی کی
عظمت کا اقرار کیا ہے۔

(الخطہ فی ذکر الصحاح السہ ص ۱۶۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد مبارک

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، کہ

وعدده عشرون رکعة (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۸ ج ۲) نماز تراویح کی رکعات کی

تعداد بیس ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی شخصیت بھی وہابیہ کے ہاں مسلمہ ہے تاریخ اہل حدیث میں بڑی تعریف لکھی گئی ہے وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے ان کو مسند الوقت لکھا ہے۔
(ابجد العلوم ص ۲۴۱ ج ۳)

عبدالحی لکھنوی:

وہابیہ کے ممدوح مولوی عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں، کہ

ان مجموع عشرين ركعة في التراويح سنة موء كدة لانه مها واضب
عليه الخلفاء.
(تحفة الاخيار ص ۲۰۹)

نماز میں بیس رکعت سنت مؤکدہ ہیں کیوں کہ خلفائے راشدین نے اس پر ہمیشگی فرمائی ہے۔

مولوی عبدالحی لکھنوی نے اپنی دیگر کتب میں بھی تراویح کی رکعت بیس ہی لکھی ہیں بلکہ حاشیہ ہدایہ میں آٹھ تراویح پڑھنے والوں کو تارک سنت کہا ہے۔

(حاشیہ ہدایہ ص ۱۱۵ ج ۱ اعمدة الراية ص ۷۵ ج ۱، فتاویٰ عبدالحی لکھنوی ص ۵۸ ج ۳)

قارئین کرام ان احادیث مبارکہ اور آثار سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ تراویح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مؤکدہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی بیس رکعت ہی ادا فرمائی ہیں اور پھر اس کو تلقی بالقول کا درد بھی حاصل ہے۔

خود وہابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتاری نے لکھا ہے کہ ضعیف حدیث جس کو تلقی بالقول کا درجہ حاصل ہو پر عمل جا کر بتایا ہے (فتاویٰ ثنائیہ ص ۷۶ ج ۲) اور پھر بیس رکعت تراویح پر خلفائے راشدین کی ہمیشگی بھی یہی ثابت کر رہی ہے اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تمام صحابہ کرام کو حضرت ابی ابن کعب کے پیچھے بیس رکعت تراویح جمع فرمانا اور کسی بھی صحابی کا انکار نہ کرنا اس بات کی بھی دلیل ہے کہ بیس تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا

پھر آئمہ اربعہ کا اس مسلک کو اپنانا تتبع تابعین کا اس پر عمل کرنا بھی اس پر تصدیق کی مہر ہے۔
صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور مبارک سے انگریز کے منحوس قدم برصغیر میں
لگنے تک تمام اہل اسلام بیس رکعت تراویح ہی پڑھتے رہے ہم نے بحمدہ تعالیٰ ثابت کر دیا
ہے کہ بیس تراویح پر پوری امت کا اجماعی عمل ہے۔

وہابیہ کے تین سوال

اب وہابیہ سے ہمارے تین سوال ہیں وہابیہ انشاء اللہ المولیٰ قیامت کی صبح تک
ان کے جوابات نہ دے سکیں گے۔

سوال نمبر ۱: صحابہ کرام کا کسی مسجد میں آٹھ تراویح پڑھنا درکنار آٹھ تراویح پڑھنے کے لیے
صحابہ کرام علیہم الرضوان کا کسی مسجد میں جمع ہونا ہی ثابت کر دو؟ یہ عرصہ تقریباً ۹۵ ہجری تک
کا ہے۔

سوال نمبر ۲: پورے خیر القرآن میں تابعین تبع تابعین کا کسی مسجد میں آٹھ تراویح پڑھنا تو
درکنار آٹھ تراویح پڑھنے کے لیے جمع ہونا ہی ثابت کر دو؟

سوال نمبر ۳: خیر القرآن تیسری صدی سے لے کر آج سے ۱۲۰ سال قبل ۱۸۸۵ء تک دنیا بھر
کی کبھی مسجد میں آٹھ تراویح پڑھنا تو درکنار آٹھ تراویح کے لیے اہل اسلام کا جمع ہونا ہی
ثابت کر دو؟ ہمارے ان دلائل سے واضح ہو گیا کہ آٹھ تراویح وہابیہ کی ایجاد ہے جو کہ
بدعت ہے۔

آٹھ تراویح کی ابتداء

۱۲۸۴ھ میں ہندوستان کے شہر اکبر آباد میں سب سے پہلے آٹھ تراویح کا فتویٰ
شائع ہوا، اسی فتوے کا جواب اٹھارہ مفتی حضرات نے دیا ان اٹھارہ مفتیوں میں ایک
مولوی فیض احمد وہابی کا بھی فتویٰ شامل تھا۔ کہ بیس رکعت تراویح کا مخالف متبوع

ہے ۱۲۹۰ھ میں پنجاب میں آٹھ تراویح کا سب سے پہلا فتویٰ وہابیہ کے مجتہد مولوی محمد حسین بٹالوی نے دیا اس کے خلاف خود وہابیہ کے مولوی غلام رسول نے رسالہ شائع کیا جس میں مولوی محمد حسین بٹالوی کو تحال مفتی قرار دیا یہ مولوی غلام رسول قلعہ میاں سنگھ والے وہابیہ کے شیخ الکمل مولوی نذیر حسین دہلوی کے شاگرد رشید ہیں دیکھئے؟

(الحیات بعد الممات ص ۳۵۹ طبع سانگلہ تاریخ اہل حدیث ص ۳۰۰ طبع سرگودھا)

مولوی غلام رسول نے بیس تراویح پر دلائل دیئے اور محمد حسین بٹالوی کا شدید ردِ بلیغ کیا ہے دیکھئے (رسالہ تراویح قاری) ہمارے ان دلائل سے یہ واضح ہو گیا کہ وہابیہ کا وجود انگریز کا مرہون منت ہے انگریز نے ہی مولوی محمد حسین بٹالوی کی درخواست پر اہل حدیث کا لقب دیا ہے اور یہ ساری کارروائی خود وہابیہ کی کتب میں موجود ہے نواب صدیق حسن وہابی بھوپال نے ترجمان وہابیہ میں مولوی عبد المجید خادم سوہدروی وہابی نے سیرت ثنائی میں اور مولوی مسعود عالم ندوی نے ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک میں اس کو بیان کیا ہے۔

وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار اہل حدیث امرتسر میں اس درخواست کا انگریزی متن بھی شائع کیا تھا۔ نواب صدیق حسن کے بیٹے علی حسن نے مارِ صدیقی میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے تفصیل کے لیے ہماری کتاب (وہابیت کے بطلان کا انکشاف) کا مطالعہ فرمائیں مگر اہل سنت و جماعت کا مذہب نیا نہیں بلکہ قدیم ہے دورِ صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام مسلمان اس پر کاربند رہے وہابیہ کے نواب صدیق حسن نے یہی لکھا ہے کہ ہندوستان میں جب سے اسلام آیا لوگ حنفی مذہب پر ہی قائم رہے۔

(ترجمان وہابیہ ص ۱۰)

اکابر وہابیہ کی گواہی

احادیث مبارکہ، آثار صحابہ و تابعین، آئمہ کرام، اولیائے دین اور محدثین عظام

سے ہم نے تراویح کا بیس رکعت ہونا ثابت کر دیا ہے آخر میں وہابیہ پر اتحام حجت کے لیے ان کے اکابر سے بھی اسی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

امام الوہابیہ ابن تیمیہ:

وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں، کہ

۱. قد ثبت ان ابی ابن کعب کان يقوم بالناس عشرين ركعة في

رمضان ويوتر بثلاث فرآى كثير من العلماء ان ذلك هو السنة لانه

قام بين المهاجرين والانصار. (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۱۲ ج ۲۳)

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں (صحابہ کرام اور تابعین عظام) کو رمضان شریف بیس رکعت تراویح اور تین و تر پڑھاتے تھے لہذا کثیر علماء نے اسے ہی سنت قرار دیا ہے اس لیے کہ انہوں نے مہاجرین اور انصار صحابہ کرام کی موجودگی میں بیس رکعت تراویح پڑھائیں تھیں اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔

۲۔ اسی ابن تیمیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بیس رکعت تراویح کا حکم دینا بھی تسلیم بھی کیا ہے اور نقل بھی کیا۔ (منہاج السنۃ ص ۲۳۲ ج ۲)

حافظ محمد لکھوی:

وہابیہ کے مشہور پنجابی مفسر حافظ محمد لکھوی لکھتے ہیں، کہ

بعضے آٹھ رکعتاں پڑھدی بعضے ویہ رکعتاں

جتنی ودھ عبادت اتنی رب تھیں ودھ براتاں

(محامد الاسلام ص ۱۰)

امام الوہابیہ قاضی شوکانی

امام الوہابیہ قاضی شوکانی لکھتے ہیں، کہ

عن السائب بن یزید انها عشرون رکعة (نیل الاوطار ص ۵۸ ج ۳)

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔

امام الوہابیہ محمد بن عبد الوہاب نجدی:

وہابیہ کے امام محمد عبد الوہاب نجدی لکھتے ہیں، کہ

ان عمر رضی اللہ عنہ لما جمع الناس علی ابی ابن کعب کانت

صلواتهم عشرين رکعة. (فتاویٰ محمد بن عبد الوہاب نجدی ص ۹۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدار پر جمع کیا تھا، تو ان کی نماز تراویح بیس رکعت تھی۔

نجدی مذکور نے دوسری جگہ بھی یہی جگہ ہے۔ (موالات شیخ نجدی ج ۲ ص ۲۳)

نواب صدیق حسن بھوپالی

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ

(۱) وعدوا ما وقع فی زمن عمر کالاجماع. (عون الباری ص ۸۶۵ ج ۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں صحابہ کرام علیہم الرضوان بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے یہ اجماع کی طرح ہے۔

۲: دوسری جگہ نواب صدیق حسن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیس رکعت تراویح کا حکم دینا نقل کیا۔ (مسک الختام ص ۴۴۶ ج ۲)

۳: نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں، کہ تراویح بیس رکعت کو بدعت کہنے کا کوئی

معنی درجہ نہیں۔ (بدرجہ الاحلہ ص ۸۳)

۴: مزید لکھتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھوائی ہیں، پس اس پر عمل کرنے والا سنت پر عمل کرنے والا ہے۔ (ہدایۃ السائل ص ۱۳۸)

عبدالرحمن مبارکپوری:

وہابیہ کے محدث مولوی عبدالرحمن مبارکپوری نے متعدد صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور آئمہ محدثین سے تراویح بیس رکعت نقل کی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ص ۷۳-۷۲ ج ۲)

نور الحسن بھوپالی:

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی کے بیٹے مولوی نور الحسن بھوپالی لکھتے ہیں کہ بیس تراویح سے منع کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ (عرف الجادی ص ۸۴)

وحید الزماں حیدر آبادی:

وہابیہ کے مجتہد اور مترجم صحاح ستہ مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں کہ بیس رکعت تراویح سنت خلفائے راشدین کی ہے۔ (ترجمہ موطا امام مالک ص ۹۶)

مزید لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح بیس رکعتیں تراویح پڑھنا مقول ہے۔ (تیسیر الباری ص ۳۳۳ ج ۲)

اسماعیل سلفی:

وہابیہ کے شیخ الحدیث مولوی اسماعیل سلفی لکھتے ہیں، کہ بعض صحابہ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ (فتاویٰ سلفیہ ص ۱۰۸)

محمد ایوب صابر:

وہابیہ کے مولوی محمد ایوب صابر جامعہ محمدیہ ریحان پور لکھتے ہیں، کہ ہم ان کی بیس

(تحقیق تراویح ص ۱۰۴)

رکعت تراویح پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔

ہفت روزہ الاعتصام لاہور:

وہابیہ کے ترجمان نے لکھا ہے، کہ

یہ ٹھیک ہے کہ زیادہ آثار میں رکعت (تراویح) کے متعلق ہی ہیں مزید حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام اور آئمہ فقہاء محدثین سے بھی بیس رکعت تراویح ہی منقول ہیں۔
(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۸ نومبر ۲۰۰۲ء)

دعوت فکر:

ہم نے بیس رکعت تراویح پر احادیث مبارکہ صحابہ کرام تابعین تبع تابعین کے اقوال نقل کر دیئے اور اتمام حجت کے واسطے وہابیہ کے مسلمہ اکابر سے اپنا موقف ثابت کر دیا اب تو وہابیوں کو بیس تراویح پر سیخ پا ہونے کی بجائے اسے تسلیم کر لینا چاہیے۔

رکعت تراویح پر وہابی مذہب:

وہابی آٹھ تراویح پر زور اور بیس تراویح پر بڑا شور کرتے ہیں حالانکہ وہابی مذہب میں رکعت تراویح میں کوئی متعین عدد نہیں ہے، یہی وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن نے انتقاد الریح میں وحید الزماں حیدر آبادی نے کنز الحقائق میں مولوی نور الحسن نے عرف الجادی میں لکھا ہے دیکھئے:
(انتقاد الریح ص ۶ کنز الحقائق ص ۳۰ عرف الجادی ص ۴۸)

جب ان کا مذکورہ بالا مذہب ہے تو اس مسئلہ میں اتنا شور کیوں برپا کرتے ہیں سیخ پا کیوں ہوتے چیلنج کے اشتہار کیوں چھاپتے ہیں معلوم ہوا کہ ان کا مقصود سنت نہیں صرف اور صرف فتنہ فساد ہے۔

سعودی سکالر کی تحقیق

(۱) وہابیہ کے مدوح اور مکہ معظمہ کی یونیورسٹی ام القری کے استاد محمد علی صابونی نے

بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں مستقل کتاب (حدی النہوی الصحیح فی صلاۃ التراویح) لکھی ہے جس میں بے شمار دلائل سے خیر القرآن سے لے کر اب تک تمام اہل اسلام کا عمل بیس تراویح بتلایا ہے پاکستان میں اس کا ترجمہ اردو میں شائع ہو چکا ہے۔

(۲) عطیہ محمد سالم القاضی بالمحکمۃ الکبریٰ اور مدرس مسجد نبوی شریف نے ایک رسالہ تحریر کیا ہے اس کا نام ”التراویح اکثر من الف عام فی مسجد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام“ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مسجد نبوی شریف میں ہزار سال میں ایک دفعہ بھی ماہ رمضان میں آٹھ رکعت تراویح باجماعت نہ ادا کی گئی۔

(۳) محمد اسماعیل انصاری عربی عالم نے بھی اس پر مستقل رسالہ رکعت تراویح کے ثبوت میں لکھا ہے جس میں وہابیہ کے محدث ناصر الدین البانی کا شدید رو بلیغ ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

غیر مقلدین وہابیہ آٹھ تراویح کے ثبوت کے لیے بخاری شریف سے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت پیش کرتے ہیں، کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان المبارک اور غیر رمضان المبارک میں رات کی نماز گیارہ رکعت سے زائد نہ ہوتی تھی پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت ادا فرماتے پھر چار رکعت ادا فرماتے پھر تین رکعت ادا فرماتے وہابیہ کہتے ہیں کہ یہاں آٹھ تراویح اور تین وتر مراد ہیں۔

الجواب:

اولا قیاس کرنا وہابیہ کے نزدیک شیطان کا کام ہے (ظفر المبین ص ۴۰) اب یہاں وہابیہ خود قیاس کر کے شیطان کیوں بنتے ہیں اس لیے کہ اس روایت میں تراویح کا کوئی واضح لفظ موجود نہیں ان کو چاہے کہ کوئی حدیث پیش کریں جو صحیح صریح مرضوع اور غیر معارض ہو ثانیاً اس حدیث بالا سے تراویح ہرگز مراد نہیں ہے بلکہ اس سے تہجد کی نماز مراد ہے اسکے چند

ایک دلائل حاضر خدمت ہیں۔

(۱) اس حدیث سے آئمہ اربعہ میں سے کسی نے استدلال نہ کیا کہ اس سے مراد آٹھ تراویح ہیں وگرنہ کوئی نہ کوئی تو ان میں آٹھ تراویح کا قائل ہوتا امام ترمذی کا اسلوب یہ ہے کہ ہر مسئلہ میں اقوال آئمہ نقل فرماتے ہیں مگر رکعات تراویح میں متعدد اقوال نقل کیے مگر آٹھ تراویح کا قول کسی امام محدث فقہیہ کا نقل نہ کیا۔

(۲) آئمہ محدثین امام مسلم امام ترمذی امام نسائی امام ابو داؤد امام مالک امام ابن خزیہ امام عبدالرزاق امام ابی عوانہ وغیرہ نے اپنی کتب حدیث میں اس حدیث کو درج کیا مگر قیام الیل تہجد کے باب میں درج کیا ثابت ہوا کہ ان تمام کے تمام محدثین کے نزدیک اس حدیث میں تہجد کا ذکر ہے۔

(۳) امام بخاری امام احمد نے اگرچہ اسے قیام رمضان کے باپ میں درج کیا مگر اس میں صرف وہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ جس طرح سارا سال تہجد پڑھی جاتی ہے اس طرح ماہ رمضان المبارک میں بھی پڑھی جاتی ہے جو ان محدثین کا مقصود تراویح بتلاتا ہے اس کے ذمہ یہ فرض ہے کہ وہ اس کی دلیل بیان کرے اور پھر وہابیہ کے نزدیک تقلید ویسے ہی شرک ہے تو اب امام بخاری وغیرہ کی تقلید کیسے جائز ہوگئی۔

(۴) اس حدیث میں واضح طور پر موجود ہے کہ رمضان اور غیر رمضان کی نماز گیارہ رکعت تھی حالانکہ تراویح صرف رمضان میں ہوتی ہے جبکہ تہجد سارا سال ہوتی ہے۔

(۵) تراویح میں ہر دو رکعت کے بعد سلام بھیرا جاتا ہے یعنی تراویح دو دو کر کے پڑھی جاتی ہیں جبکہ اس حدیث میں چار چار رکعت پڑھنے کا ذکر ہے یہ حدیث تو خود وہابیہ کے مخالف ثابت ہوگئی، اس لیے کہ یہ بھی تراویح صرف دو دو کر کے پڑھتے ہیں۔

(۶) اس حدیث میں یہ نماز تنہا پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح تو باجماعت عموماً پڑھی

جاتی ہے خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تیس دن باجماعت نماز تراویح ادا کی تھی پھر توہابیوں کو چاہے کہ وہ باجماعت تراویح نہ پڑھیں بلکہ تنہا تنہا پڑھیں اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ اس حدیث کا تعلق تہجد سے ہے نہ کہ نماز تراویح سے

(۷) اگر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نزدیک تراویح آٹھ رکعت ہوتی تو جلیل القدر صحابہ کرام کے باجماعت نماز تراویح بیس رکعت ادا کرنے پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کو روک دیتیں مگر ایسا ہرگز ثابت نہیں ہے۔

(۸) اس حدیث میں تین وتر کا ذکر ہے وہابی ایک وتر کے قائل ہیں اور اگر کبھی تین وتر پڑھیں گے تو وہ بھی دو سلاموں کے ساتھ پڑھیں گے یہ حدیث تو خود ان کے مخالف ثابت ہوگئی۔

(۹) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو تہجد پر معمول کیا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۹ ج ۱ افاری)

مولوی عبدالحی لکھنوی نے بھی یہی کہا۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۲۴۸)

امام قسطلانی بھی اس حدیث کا تعلق تہجد سے بتلاتے ہیں (ارشاد الساری ص ۴۲۶ ج ۳)

دیگر آئمہ سے اس کا ثبوت موجود ہے خوف طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا ہے۔

(۱۰) وہابیہ کے اکابر ابن تیمیہ قاضی شوکانی نواب صدیق حسن بھوپالی مولوی نور الحسن بھوپالی مولیٰ وحید الزماں حیدر آبادی تو تعداد رکعت تراویح کو معین مانتے ہی نہیں ہیں اگر حدیث مذکور سے آٹھ تراویح کا ثبوت نکلتا تو وہابی اکابر آٹھ تراویح اس حدیث سے ضرور ثابت کرتے مگر ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ثابت ہو گیا، کہ اسی حدیث کا تعلق یقیناً نماز تہجد سے ہے نہ کہ نماز تراویح کے ساتھ شاولی اللہ نے بھی اس حدیث کا تعلق نماز تہجد سے لکھا ہے۔

(حجتہ اللہ البالغہ ص ۱۹۵ ج ۲)

(۱۱) اور پھر جھوٹ بددیانتی کے بل بوتے پر وہابی امام بخاری کا یہ موقف بتلاتے ہیں کہ تہجد اور تراویح ایک ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے حالانکہ ان وہابیوں کی عقل ماری گئی ہے۔ اس لیے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ موقف سوائے جھوٹ اور بددیانتی کے کچھ نہیں ہے اور پھر یہ ظاہر ہے کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد تھے (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ۲۱۲ ج ۲) خود وہابیہ کے مجدد نو البصدیق حسن بھوپالی نے بھی امام بخاری کا شافعی ہونا اپنی کتب الحطہ اور ابجد العلوم میں تسلیم کیا ہے جب وہ شافعی ہوں تو امام شافعی تو بیس تراویح کے قائل ہیں تو امام بخاری کا بیس تراویح کا قائل ہونا ضرور ہے۔

(۱۲) تمام محدثین اس کو امام مالک کی سند سے لائے ہیں مالک نے کبھی بھی اس سے تراویح کا استدلال نہیں کیا۔

(۱۳) وہابیہ کے امام ابن قیم نے حدیث کو مذکور کو تعلق تہجد سے بتلایا ہے۔ (زاد المعاد ص ۸۶ ج ۱)

(۱۴) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعت بھی مروی ہے۔ (بخاری ص ۱۵۶)

وہابیہ کے ابن تیمیہ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۸۵ ج ۱)

مولوی عبدالرحمن مبارکپوری نے بھی تسلیم کیا (تحفۃ الاحوذی ص ۷۳ ج ۲) اب وہابیہ بتلائیں یہ تراویح ہے یا تہجد۔

تراویح اور تہجد کو ایک کہنا غلط ہے

جب غیر مقلدین وہابیہ اپنا موقف ثابت کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ تراویح اور تہجد ایک ہی ہے اس پر ہماری درج ذیل معروضات پر غور فرمائے۔

۱۔ وہابیہ کا یہ دعویٰ عقلاً نقلاً دونوں طرح سے باطل و مردود ہے اس لیے کہ ان کا یہ

دعویٰ بلا دلیل ہے ان کو تو چاہیے کہ یہ اپنے اصول پر قائم رہتے ہوئے اسکا ثبوت صحیح صریح مرفوع اور غیر معارض حدیث سے پیش کریں مگر یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے اور انشاء العزیز قیامت کی صبح تک وہابی ایسی کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے عقلاً اس طرح باطل ہے کہ ایک نماز جس کو گیارہ مہینے تہجد کا نام دیا جائے اور بارہویں مہینے رمضان میں تراویح ایک مہینے کے لیے بن جائے؟

۲۔ پوری امت کے تمام محدثین کرام نے تہجد اور تراویح کے ابواب علیحدہ علیحدہ باندھے اسی طرح فقہائے کرام خواہ مذہب اربعہ حنفی شافعی مالکی حنبلی کوئی بھی ہوں انہوں نے بھی تہجد اور تراویح کے ابواب الگ الگ باندھے ہیں گویا یہ محدثین اور فقہاء کا اجماعی مسئلہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

۳۔ وہابیہ کو چاہیے کہ صریح صحیح موضوع غیر معارض حدیث پیش کریں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کے بعد تہجد نہیں پڑھی حالانکہ اس کے الٹ ثابت ہے کہ نماز عشاء کے بعد ایک نماز جماعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور ایک نماز گھر میں جا کر پڑھی گویا تراویح باجماعت پڑھی اور تہجد گھر تنہا پڑھی۔ (مسلم ص ۳۵۶ ج ۱)

۴۔ حضرت طلق بن علی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اسی طرح ثابت ہے کہ ایک نماز باجماعت عشاء کے بعد پڑھتے اور ایک نماز تنہا گھر میں پڑھتے۔ (ابوداؤد ص ۲۰۳ ج ۱)

گویا باجماعت تراویح پڑھتے اور تہجد علیحدہ گھر میں پڑھتے حضرت امام مالک اور حضرت ابو محمد حضرت ابوالحسن زیادت سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ (المدخل ص ۲۹۹ ج ۲)

۵۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تراویح و تہجد کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا صورت بالا کی طرح پڑھنا ثابت ہے امام ابن حجر نے نقل کیا۔ (حدی الساری ص ۲۵۳ ج ۲)

تاریخ بغداد میں بھی اس طرح مذکور ہے اور پھر وہابیہ کے مجتہد وحید الزماں حیدر

آبادی نے بھی یونہی نقل کیا ہے۔

(تیسرہ الساری ص ۳۹ ج ۱)

وہابیہ کے مولوی عبدالسلام مبارکپوری نے بھی یہی نقل کیا ہے مولوی عبدالستار نے بھی نقل کیا ہے۔

(سیرت البخاری ص ۸ طبع ملتان بقرۃ الباری ص ۱۲)

۶۔ خود وہابیہ کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی بھی تراویح کے بعد صبح تہجد بھی پڑھتے تھے۔

(الحیات بعد الممات ص ۱۳۸ طبع سانگلہ)

۷۔ وہابیہ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری بھی تراویح اور تہجد کو الگ الگ سمجھتے ہیں انہوں نے اس پر کافی بحث کی ہے اس لیے کہ مولوی عبداللہ چکڑالوں نے تراویح کو مکروہ قرار دے دیا اور دعویٰ کیا تراویح اور تہجد ایک ہے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس کا تفصیلی رد کیا ہے دیکھئے (اہل حدیث کا مذہب ص ۶۸ طبع کراچی)

امرتسری سے سوال ہوا کہ جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے اور پھر وہ آخر رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں امرتسری صاحب لکھتے ہیں کہ

پڑھ سکتا ہے کہ تہجد کا وقت صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ ثنائیہ ص ۳۳۱ ج ۱ فتاویٰ علماۓ حدیث ص ۳۳۱ ج ۲)

۸۔ اگر تہجد اور تراویح ایک ہے تو خود وہابیہ غیر مقلدین آٹھ رکعت ہی کو مسنون کہہ کر اسے ہی کیوں پڑھتے ہیں چار چھ اور دس رکعت تہجد بھی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے پس وہ انہیں سنت کہہ کر رمضان شریف میں کبھی انہیں ادا کیوں نہیں کرتے۔

۹۔ تراویح اول شب میں پڑھی جاتی ہے اور تہجد اخیر شب میں۔

۱۰۔ تراویح سونے سے قبل نماز عشاء کے بعد ہوتی ہے اور تہجد سو کر اٹھنے کے بعد ہوتی

ہے خود وہابیہ کے وحید الزماں لکھتے ہیں کہ تہجد نیند کے بعد ہوتی۔ (نزل الابراہیم ص ۱۲۶ ج ۱)

جلیل القدر آئمہ، محدثین، مفسرین اور آئمہ لغت یہی فرماتے ہیں۔ فتاویٰ علمائے حدیث میں امام رازی کے حوالے سے یہی نقل کیا گیا۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۲ ج ۶) اس میں شیخ سلیمان الجمل کی (فتوح الہیہ ص ۳۲ ج ۲) کے حوالہ سے پس لکھا ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۲۴۵ ج ۶) ان آئمہ تفسیر بھی یہی تحریر کیا ہے۔

(تفسیر ابن جریر ص ۹۶ ج ۵ روح المعانی ص ۱۳۸ ج ۵ تفسیر مظہری ص ۷۰ ج ۵)

بخاری شریف ابوداؤد شریف وغیرہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تہجد کے لیے اٹھنا مرغ کی اذان کے وقت مرقوم ہے۔

پھر حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس وغیرہ جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اٹھنے کے بعد تہجد پڑھتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۵۴ ج ۳)

۱۱۔ تہجد کی مشروعیت قرآن مجید سے اور تراویح کی مشروعیت حدیث مبارکہ سے ثابت ہوئی بہر حال ہمارے ان تفصیلی دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ تراویح اور تہجد الگ الگ نمازیں ہیں اور ام مومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تعلق تہجد سے ہے نہ کہ تراویح سے۔

وہابیہ کے دلائل کے منہ توڑ جوابات

بجملہ تعالیٰ ہم نے بیس تراویح کے دلائل احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ کرام آئمہ مجتہدین فقہائے کرام کے اقوال سے درج کر دیئے ہیں اور آخر میں اتمام حجت کے واسطے وہابیہ کے اکابر سے احناف اہل سنت و جماعت بریلوی کا موقف ثابت کر دیا ہے اب ہم اختصار کے ساتھ وہابیہ کے آٹھ رکعت کے دلائل اور ان کے منہ توڑ جوابات پیش کریں گے مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے قبول فرمائے۔ (آمین)

پہلی دلیل:

غیر مقلدین وہابیہ ابن خزیمہ وغیرہ کتب سے حضرت جابر سے منسوب ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت تراویح ماہ رمضان میں پڑھائیں ملخصاً اور ایک روایت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہابیہ نے اس موضوع پر جس قدر کتب لکھی ہیں تقریباً سب میں یہی درج کیا ہے مثلاً حکیم صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول میں مولوی عبداللہ روپڑی نے اہل حدیث کے امتیازی مسائل وغیرہ کتب یہ روایات ہیں ایک ابن خزیمہ میں دوسری قیام اللیل ہیں۔

الجواب بعون الوهاب:

(۱) جس روایت پر بکلیہ تمام امت مسلمہ کی اکثریت کا عمل نہ ہو وہ بظاہر با اعتبار سند اگرچہ صحیح بھی ہو وہ حقیقت میں غیر صحیح ہوتی ہے محدثین کی اصطلاح میں اسے معلول اور معلول کہتے ہیں جس کی بے شمار مثالیں کتب حدیث اور کتب اصول حدیث میں موجود ہیں اصول حدیث سے تھوڑی واقفیت رکھنے والا بھی اس کو بخوبی جانتا ہے بلکہ اس اصول کو وہابیہ کے اکابر نے بھی تسلیم کیا ہے، مثلاً وہابیہ کے امام ابن حزم اور ان کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے ان روایات جن میں معوذتین (سورۃ خلق اور سورۃ الناس) کے قرآن ہونے سے انکار کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کیا گیا ہے کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے حالانکہ ان میں سے بعض روایات صحیح بخاری وغیرہ دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں اس موضوع اور من گھڑت قرار دینے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ روایات خبر واحد ہیں اور قرأت امام عاصم کوئی بروایت امام حفص جس کا سلسلہ خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے پورے جہاں میں پڑھی جاتی ہے متواتر ہے اس میں معوذتین موجود ہے معوذتین کے انکار کی روایات خبر واحد ہیں اور اس تواتر کے خلاف ہیں اگر ان

روایات کو مان لیا جائے تو تو اتر کا انکار ہوگا جو کفر ہے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی اصول بیان کیا ہے کہ آئمہ اربعہ اور ان کے اصحاب کا کسی حدیث پر بالکل عمل نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے یا موقوف ہے۔ (تفسیر مظہری ص ۶۴ ج ۲)

پھر ابن خزیمہ میں ہی ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صلوٰۃ قیام اللیل ادا فرماتے تو تکبیر تحریمہ تین بار پھر ثناء کے بعد لا الہ الا اللہ تین مرتبہ کہتے پھر اللہ اکبر تین بار کہتے پھر تعویذ پڑھتے امام ابن خزیمہ نے خود اس حدیث کے متعلق بالکل واضح لکھا ہے ماضی و حال میں کہیں نہیں سنا گیا کہ یہ حدیث اسی طرح کہیں بھی اہل علم کا معمول یہ ہو اور نہ ہی ہماری معلومات کے مطابق کسی عالم سے ایسا منقول ہے کہ ثناء سے پہلے تین مرتبہ تکبیر تحریمہ کہی ہو۔ (صحیح ابن خزیمہ ص ۲۳۹ ج ۱)

اختصار مانع ہے وگرنہ بے شمار دلائل نقل کر دیتا بہر حال ہمارا مدعا ثابت ہو چکا ہے۔

(۲) یہ روایت کثیر احادیث صحیحہ سے متعارض ہونے کی وجہ سے مساقط الاعتبار ہے اور ان میں سے بعض احادیث صحیح اور صحاح ستہ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابوداؤد ابن عامر وغیرہ کتب میں بھی موجود ہیں ان میں واضح لکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس رات باجماعت نماز تراویح ادا فرمائی۔

اس حدیث ابن خزیمہ میں ایک رات تراویح باجماعت پڑھنے کا ذکر ہے یا مذکور حدیث تراویح سے متعلق نہیں ہے۔ اور پھر ہم حیران ہیں کہ جب بھی کسی مسئلہ پر ان وہابیہ سے گفتگو ہو تو ہم سے تو یہ لوگ بخاری مسلم یا کم از کم صحاح ستہ کا حوالہ مانگتے ہیں خود آٹھ رکعت بزم خود تراویح کو صحاح ستہ سے بھی ثابت نہ کر سکے جہاں تک بخاری مسلم سے یہ ثابت کرتے اس کو کہتے ہیں۔

(ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور)

(۳) اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو آئمہ اربعہ میں سے کوئی تو اس کے مطابق وہابیوں کی طرح آٹھ رکعت تراویح کا قائل ہوتا مگر ایسا ہرگز نہیں جیسا کہ آپ تفصیلاً پڑھ چکے ہیں۔

(۴) یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس کی دلیل یہ ہے ابی ابن کعب والی روایت قیام اللیل میں اس کے ایک راوی محمد بن حمید رازی ہیں جن کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں فیہ نظر:

(میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳ تہذیب التہذیب ص ۱۳۹ ج ۹ تذکرۃ الحفاظ ص ۴۹۱)

امام بخاری کے فیہ نظر کہنے کا مطلب وہابی اکابر سے ہی پوچھ لیجئے وہابیہ کے محدث عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ جب امام بخاری راوی کے حق میں فیہ نظر کہہ دیں تو اس حدیث سے استدلال پکڑا جاسکتا ہے نہ دوسری روایت کی شاید ہو سکتی ہے۔ اور نہ وہ متابعت کا کام دے سکتی ہے۔

(فتاویٰ اہل حدیث ص ۳۲۲ ج ۲)

وہابیہ کے محدث مولوی عبداللہ نحازی پورس لکھتے ہیں کہ امام بخاری لفظ فیہ نظر اور لفظ سکتو عنہ اس راوی کے حق میں استعمال کرتے ہیں جو متردک الحدیث ہوتا (ہے رکعات تراویح ص ۲۱، ۲۲) اس محمد بن حمید کے بارے امام نسائی فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید کذاب ہے میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳، تہذیب التہذیب ص ۱۳۷ ج ۹، کتاب البحر وحسن حاشیہ ص ۳۰۴ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ص ۴۹۱ ج ۲، یعقوب بن شیبہ نے کہا کہ محمد بن کثیر، جوزجانی کہتے ہیں کہ محمد بن حمید روی المذہب اور غیر ثقہ ہے یعنی مذہب کا گندہ اور ثقہ نہیں (تہذیب التہذیب ص ۱۲۷ ج ۹) ابن خراش نے کہا کہ ہمیں محمد بن حمید نے حدیث سنائی خدا کی قسم وہ جھوٹ بولا کرتا تھا میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳، تہذیب التہذیب ص ۱۲۷ ج ۹، اکمال فی اسماء الرجال ص ۳۳۳ ری کے مشائخ اور حفاظ نے بالاتفاق کہا کہ محمد بن حمید حدیث میں بہت ہی ضعیف ہے وہ ایسی بات کہہ دیتا ہے جو سنی بھی نہ ہو وہ بصرہ اور اہل کوفہ کی احادیث

لیکراہل راوی سے بیان کرنے لگتا ہے (تہذیب التہذیب ص ۱۲۷ ج ۹) ابو احمد اعمال نے کہا کہ میں فضلك کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد بن حمید کے پاس گیا تو میں نے اسے متنوں (احادیث کے متن) پر اپنی طرف سے سندیں (اسناد) چھوڑتے ہوئے دیکھا۔

(میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳)

صالح بن محمد نے کہا کہ میں نے محمد بن حمید سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر جرات کرنے والا کوئی نہیں دیکھا یہ لوگوں کی احادیث لے کر ان کو پلٹ دیتا تھا۔ (تہذیب التہذیب ص ۱۲۷ ج ۹ تذکرۃ الحفاظ ص ۴۹۱ ج ۲ کتاب الحجر و حین حاشیہ ص ۳۰۳ ج ۲ میزان اور اعتدال ص ۵۳۰ ج ۳ اکمال فی اسرار الرجال ص ۳۳۳) ابو زرہ اور ابن رواہ نے اسے جھوٹا کہا ہے کہ وہ جھوٹ بولتا تھا۔

(میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳ کتاب الحجر و حین ص ۳۰۴ ج ۲ اکمال فی اسرار الرجال

ص ۳۳۳ تہذیب الشریعہ ص ۱۰۴ ج ۱)

امام فضلك نے کہا، کہ محمد بن حمید کی پچاس ہزار احادیث میرے پاس موجود ہیں، کہ میں ان میں سے ایک حرف بھی بیان نہیں کرتا۔ (میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳ کتاب الحجر و حین حاشیہ ص ۳۰۴ ج ۲) امام ابن مبارک نے ضعیف کہا (میزان الاعتدال ص ۵۳۰ ج ۳)۔

ایک راوی یعقوب قتی

ان دونوں روایات کا ایک راوی یعقوب قتی ہے امام دارقطنی نے یعقوب قتی کے متعلق کہا کہ یہ قوی نہیں ہے۔

(تہذیب التہذیب ص ۳۹۱ ج ۱۱، میزان الاعتدال ص ۴۵۲ ج ۲ تہذیب الکمال ص ۳۳۷ ج ۲۳)

محقق عبدالغفار بغدادی نے امام دارقطنی سے اس کی تصنیف نقل کی ہے (حاشیہ طبقات کے الحمد نہیں جلد ۲ ص ۱۱۷، امام ابن جوزی نے اس کو الفعہ والممدقین میں ذکر کیا ہے۔

اس کی ایک روایت کے متعلق وہابیہ کے ممدوح ابن کثیر نے لکھا کہ اس کی سند سخت ضعیف ہے یہ حدیث منکر اور یعقوب قتی شیعہ ہے ایسے مسائل میں اس کا تفرّد قبول نہیں۔
(البدایہ والنہایہ ص ۲۷۵ ج ۱)

یعقوب قتی پر محدثین کرام کی مزید جرح

امام دارقطنی نے کہا کہ یعقوب قتی لیس بالقوی قوی نہیں ہے۔

(تہذیب الکمال، ص: ۳۲۷ ج ۳۲ للمترّی طبع بیروت)

محقق عبدالغفار بغدادی نے اسی یعقوب قتی کے متعلق لکھا ہے کہ:

ان الدار قطنی ذکرہ بالتضعیف

بے شک امام دارقطنی نے اسے ضعیف (ضعیف راویوں) میں شمار کیا ہے۔

(حاشیہ طبقات المحدّثین، ص ۷۷ ج ۲ طبع بیروت)

محدث ابن جوزی نے اسے کتاب الضعفاء والمترّ وکین میں ذکر کیا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے یعقوب قتی کے متعلق لکھا ہے کہ

صدوق بہم تقریب التہذیب، ص ۳۸۶ طبع لاہور

عیسیٰ بن جاریہ پر محدثین کرام کی جرح

ان دونوں روایات کے ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ نے اس پر محدثین کرام نے سخت جرح کی ہے۔

امام ابو بکر بن ابی خثیمہ کی تحقیق

امام جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزنی لکھتے ہیں کہ:

قال ابو بکر بن ابی خثیمہ عن یحییٰ بن معین لیس حدیثہ بذاک امام ابو بکر بن ابی خثیمہ

فرماتے ہیں کہ امام الجرح والتعديل امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ عیسیٰ بن جاریہ کی احادیث قوی نہیں ہیں۔ (تہذیب الکمال، ۵۸۹، ج: ۲۲، تہذیب التہذیب، ص: ۲۰۷، ج: ۸)

محدث عباس الدورى کی تحقیق:

قال عباس الدورى عن يحيى بن معين عنده من اكبر محدث عباس الدورى فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ عیسیٰ بن جاریہ کے پاس منکر روایات ہوتی ہیں۔ (تہذیب الکمال، ص: ۵۸۹، ج: ۲۲، تہذیب التہذیب، ص: ۲۰۷، ج: ۸)

محدث ابو عبید الاجرى کی تحقیق

وقال ابو عبید الاجرى عن ابى داؤد منكر الحديث محدث ابو عبید الاجرى فرماتے ہیں کہ امام ابو داؤد نے عیسیٰ بن جاریہ کو منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ (تہذیب الکمال، ص: ۵۸۹، ج: ۲۲، تہذیب التہذیب، ص: ۲۰۷، ج: ۸)

محدث عبد القدوس بن محمد نذیر کی تحقیق

محدث عبد القدوس بن محمد نذیر مجمع البحرین کی تخریج میں عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

ضعفه ابن معین وقال ابو داؤد منكر الحديث امام ابن معین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور امام ابو داؤد نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ بن جاریہ منکر الحدیث ہے۔ (حاشیہ تحقیق مجمع البحرین، ص: ۲۲، ۲۳)

امام ابن حجر عسقلانی کی تحقیق:

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ

عیسیٰ بن جاریہ یا لجیم الانصارى المدنى فيه لين من الرابعة عیسیٰ بن

جاریہ میں ضعف ہے۔

(تقریب الجہذیب: ص ۲۷۰)

محدث محمد بن احمد بن حماد کی تحقیق

امام ابن عدی لکھتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن احمد بن حماد ثنا عباس عن يحيى قال عيسى بن
جارية يروى عنه يعقوب القمي لا اعلم روى عنه وحديثه ليس بذاك
ہمیں محدث محمد بن احمد بن حماد نے بتایا کہ محدث عباس الدوری نے امام یحییٰ بن
معین سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا عیسیٰ بن جاریہ، یعقوب قمی اس سے روایت کرتا
ہے اور میں اس کی روایت کے علاوہ نہیں جانتا، عیسیٰ بن جاریہ کی احادیث قوی نہیں ہیں۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، ص ۲۳۸ ج ۵)

امام نسائی کی تحقیق

امام ابن عدی لکھتے ہیں کہ:

وقال النسائي عيسى بن جارية يروى عنه يعقوب القمي منكر
الحديث .

امام نسائی نے فرمایا، کہ عیسیٰ بن جاریہ، یعقوب قمی اس سے روایت کرتا ہے۔
عیسیٰ منکر الحدیث ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال، ص ۲۳۸ ج ۵)

امام ابن عدی کی تحقیق

امام ابن عدی عیسیٰ بن جاریہ کی روایات کے متعلق لکھتے ہیں کہ
كلها غير محفوظة اس کی تمام روایات غیر محفوظ ہیں۔

(تہذیب الجہذیب ص ۲۰۷ ج ۸، الکامل فی الضعفاء ص ۲۳۹ ج ۵)

امام ساجی اور امام عقیلی کی تحقیق

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ

قلت ذكره الساجي والعقيلي في الضعفاء

میں کہتا ہوں کہ امام ساجی اور امام عقیلی نے اسے (عیسیٰ بن جاریہ) کو ضعیف

روایوں میں شمار کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۲۰۷ ج ۸)

محدث محمد بن عیسیٰ کی تحقیق

امام عقیلی لکھتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن عيسى قال حدثنا عباس قال سمعت يحيى قال

عيسى بن جارية روى عن يعقوب القمي حديثه ليس بذاك

وموضع آخر عيسى بن جارية عنده مناكير.

ہم سے محدث محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم سے محدث عباس الدوری نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عیسیٰ بن جاریہ روایت کیا گیا یعقوب قمی سے، اس کی احادیث قوی نہیں ہیں۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اس کے پاس منکر روایات ہوتی ہیں۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی ص ۳۸۳، ج ۳)

محدث امام ابن جوزی کی تحقیق

امام ابن جوزی لکھتے ہیں کہ:

عيسى بن جارية يروي عنه يعقوب القمي قال يحيى عنده احاديث

مناكير وقال النسائي متروك الحديث

عیسیٰ بن جاریہ اس سے یعقوب قمی روایت کرتا ہے امام یحییٰ بن معین نے فرمایا

کہ اس کے پاس منکر حدیثیں ہوتی ہیں اور امام نسائی نے فرمایا کہ متروک الحدیث ہے یعنی اس کی حدیث ترک کی جاتی ہے۔ (کتاب الضعفاء والمترکین، ص: ۲۳۸، ج: ۲ طبع مکہ مکرمہ)

امام نسائی کی تحقیق:

امام نسائی لکھتے ہیں کہ

عیسیٰ بن جاریہ یروی یعقوب القمی منکر

عیسیٰ بن جاریہ اس سے یعقوب قمی روایت کرتا ہے منکر الحدیث ہے۔

(الضعفاء والمترکین ص: ۱۲۷، طبع بیروت)

امام ذہبی کی تحقیق:

امام ذہبی اس عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: قال النسائي متروك امام نسائی نے فرمایا کہ یہ متروک الحدیث ہے۔

(المغنی فی الضعفاء، ص: ۱۷۴، ج: ۲)

ایک اور مقام پر امام ذہبی لکھتے ہیں کہ:

عیسیٰ بن جاریہ شیخ یعقوب القمی قال النسائي متروك

عیسیٰ بن جاریہ جو شیخ ہے یعقوب قمی کا امام نسائی نے فرمایا کہ متروک الحدیث

ہے۔ (دیوان الضعفاء والمترکین، ص: ۲۱۹، ج: ۲ للذہبی)

امام سخاوی کی تحقیق:

امام سخاوی نے اسی عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق لکھا ہے کہ

قال ابن معين ليس بهذا عندنا كبير قال ابو داود منكر

الحدیث .

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ یہ (راوی عیسیٰ) قوی نہیں ہے اس کے پاس منکر

روایات ہوتی ہیں۔ امام ابو داؤد نے فرمایا کہ یہ منکر الحدیث ہے۔

(التحفة اللطیفہ، ص: ۳۶۵، ج: ۲، طبع بیروت)

امام عبدالرحمن بن ابی حاتم رازی کی تحقیق

امام عبدالرحمن بن ابی حاتم رازی لکھتے ہیں کہ:

سمعت ابی یقول ذلک نا عبد الرحمن نا ابو بکر بن ابی خیشمہ

فیما کتب الی قال سمعت یحییٰ بن معین یقول لیس حدیث عیسیٰ

بن جاریہ بذالک لا اعلم احدا روی عنه غیر یعقوب القمی:

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ عیسیٰ بن جاریہ کی حدیث قوی نہیں ہے۔

(کتاب الجرح والتعدیل ص: ۲۷۳، ج: ۲)

امام الجرح والتعدیل امام یحییٰ بن معین کی تحقیق

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ:

عن ابن معین عنده مناکیر

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ (عیسیٰ بن جاریہ) اس کے پاس منکر روایات ہوتی

ہیں۔ (تہذیب التہذیب، ص: ۲۰۷، ج: ۸)

قارئین کرام! ہم نے جلیل القدر محدثین کی عیسیٰ بن جاریہ پر جرح کتب معتبرہ

سے نقل کر دی ہیں۔ امو یوزیر علی زئی کے بقول جمہور کے مقابلہ میں خود ان وہابیوں

بالخصوص مولوی زبیر علی زئی وہابی اور مولوی داؤد ارشد وہابی وغیرہ کا اس کی توثیق نقل کرنا

باطل و مردود ٹھہرا، اور یہ روایت ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔

نیز امام بیہقی کی تحسین سے وہابیوں کا استدلال بھی باطل و مردود ہے اس لئے کہ

امام بیہقی کی تحسین تو خود وہابیوں کے اکابر سے ہی محل نظر ہے۔

وہابیوں کے محدث عبدالرحمن مبارکپوری نے لکھا ہے کہ امام بیہقی کی تحسین پر دل مطمئن نہیں ہوتا۔ امام ابن حجر نے ان کے اوہام جمع کرنا شروع کئے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا تو یہ ناراض ہوئے تو انہوں نے اسے ترک کر دیا۔ (ابکار اللمن، ص: ۷۶، ص: ۸۳)

وہابیوں کے محدث مولوی عبدالرؤف نے بھی امام بیہقی کی تحسین کو محل نظر لکھا ہے (القول المقبول، ص: ۷۰۸)

وہابیوں کے امام قاضی شوکانی نے بھی امام ابن حجر عسقلانی کے امام بیہقی کے اوہام جمع کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (البدر الطالع، ص: ۳۳۲، ج: ۱)

وہابیہ کے محدث ارشاد الحق اثری نے بھی اس طرح لکھا ہے۔

(توضیح الکلام، ص: ۴۱۱، ج: ۲)

جب امام بیہقی کی تحسین تمہارے اکابر کے ہاں محل نظر ہے تو اس سے تمہارا استدلال کرنا باطل و مردود ٹھہرا۔

خود وہابیہ کے مولوی عبدالرؤف جو حکیم اشرف سندھو کا پوتا ہے نے پہلی روایت حدیث جابر جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کا ذکر ہے کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس کی سند عیسیٰ بن جاریہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (القول المقبول ص: ۶۱۰)

دوسری حدیث جابر جس میں حضرت ابی ابن کعب کا واقعہ مذکور ہے کے متعلق اس مولوی عبدالرؤف نے لکھا ہے کہ اس کی سند بھی عیسیٰ بن جاریہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(القول المقبول ص: ۶۱۰)

(۵) ابی ابن کعب کے واقعہ کا نماز تراویح سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ تہجد کا واقعہ ہے جو کہ حضرت ابی ابن کعب کے گھر کا ہے، فی رمضان کے الفاظ راوی کے مدرج ہیں حضرت جابر کی روایت مسند احمد میں ہے اس میں رمضان شریف کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

خود وہابیہ کے مولوی عبدالمنان نور پوری کو بھی لکھنا پڑا کہ یاد رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تراویح کی تعداد رکعات کے اثبات کا مدار حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نہیں۔ (تعداد تراویح ص ۲۷)

(۶) یہ روایات دونوں صرف ایک ہی سند سے مروی ہیں امام طبرانی نے فرمایا کہ اس سند کے سوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی کوئی روایت نہیں ہے قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عیسیٰ بن جاریہ کے سوا کوئی تابعی روایت بیان نہیں کرتا اور پھر اس کا کوئی متابع یا شاہد بھی موجود نہیں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس تراویح پر تمام صحابہ کرام کا جمع ہونا اور یہ آٹھ رکعت والی روایت ہے کسی صحابی کو معلوم نہ ہونا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کسی کو اسی روایت کی خبر نہ دینا بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے غلط منسوب ہے صحابہ کرام اور تابعین کی کسی جماعت نے اس روایت پر موافقت فرمائی؟ اور کسی مسجد میں اس روایت پر عمل کیا اس کی بھی نشاندہی وہابیوں کو کرنی چاہیے اب وہابیوں کو چاہیے کہ یہ نہ کہیں کہ اس کو فلاں نے صحیح کہا یہ تقلید ہو جائے گی اور یہ وہابیوں کے مذہب میں شرک ہے وہابیوں کو چاہیے کہ اس حدیث کی تصحیح یا تو اللہ تعالیٰ سے ثابت کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ آپ کے دعویٰ کے مطابق اللہ نے ہاتھ دودئیے ہیں اور ان میں چیزیں بھی دوہی دی ہیں ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی تیسرا ہاتھ ہے اور نہ کوئی تیسری چیز۔

دوسری دلیل:

غیر مقلدین وہابیہ موطا امام مالک وغیرہ تب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم کیا۔ ہر رکعت پیش کرتے ہیں۔

۱۔ اس روایت کے راوی محمد بن یوسف ہیں یہ روایت بیان کرنے والے محمد بن

یوسف کے پانچ شاگرد ہیں امام مالک یحییٰ بن قطان عبدالعزیز بن محمد ابن اسحاق، داؤد بن قیس ان کی روایات باہم متعارض ہیں کسی نے گیارہ رکعت کا قول کہا کسی نے اکیس رکعت کا اور کسی نے تیرہ رکعت کا وغیرہ بعض میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کا ذکر ہے بعض میں نہیں اب یہ تو وہابیہ ہی بتلائیں گے کہ کون سا قول صحیح ہے اور کون سا غلط مگر شرط یہ ہے کہ وہ راجح قول ہونا حدیث صحیح سے دکھلائیں گے قیاس کر کے اپنے دعویٰ کے مطابق شیطان نہ بنیں۔

۲۔ محمد بن یوسف کے شاگردوں کے اقوال میں تعداد رکعت گیارہ اکیس میں تطبیق ابن عبدالبر نے جو دی ہے وہ وہابیہ کے محدث مبارکپوری نے نقل کی ہے ہو سکتا ہے پہلے گیارہ کا حکم ہو پھر اکیس کا۔
(تحفۃ الاحوذی ص ۷۴ ج ۲)

امام زرقائی نے بھی اس تطبیق کو پسند کیا (زرقانی شرح موطا ص ۲۱۵ ج ۱ تحفۃ الاخیار ۱۹۱)
اور یہ موقف بھی وہابیہ کے خلاف ہے اور احناف کے مواقف کے قریب تر ہے۔

۳۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے دوسرے شاگرد یزید بن حنیفہ کی صحیح سند سے روایت فتح الباری وغیرہ کتب کے حوالہ سے گزر چکی ہے، کہ ابی ابن کعب تراویح بیس کے قائل تھے، اور پھر یزید بن حنیفہ کے تمام شاگرد اس کو روایت کرتے ہیں۔ دوسری طرف محمد بن یوسف کے شاگرد آپس میں متعارض اقوال پیش کرتے ہیں اس لیے جو روایت صحیح سند سے منقول ہے اور اسے امت کے تلقی بالقول کا درجہ بھی حاصل ہے اس کو چھوڑ کر ایک غیر معروف اور متعارض و شاذ روایت پر عمل کرنا کون سی دانش مندی ہے۔ ان کو علم ہونا چاہیے کہ مضطرب روایت سے دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔

۴۔ وہابیوں کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ وہ کسی محدث یا فہمیہ کا قول پیش کر کے دلیل دے اس سے استدلال کرے اس لیے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے غیر نبی کے ذاتی قول کو ماننے کا نام تقلید ہے۔
(فتاویٰ ثنائیہ ص ۳۸۰ ج ۱)

اور تقلید ان کے مذہب میں شرک ہے کما صرح فی کتب الوہابیہ
 ۵۔ پھر اس روایت میں تین وتر کا ذکر ہے جو کہ ان کے مذہب کے خلاف ہے یہ ایک
 وتر کے قائل ہیں۔ یہ تو یہودیوں والی بات ہے کہ افتوا منون بیض الکتاب و تکفرون بیعصمہ
 ایک آدھا حصہ مان لیا آدھا چھوڑ دیا۔

وہابیوں کی دوغلہ پالیسی

عموما وہابی لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث کو ماننے والے ہیں
 حدیث کے آگے ہم کسی کی بات نہیں مانتے مگر جب ان کے سامنے قرآن و حدیث پیش کر
 دیا جائے تو اپنے مواقف کے خلاف قرآن حدیث دیکھ کر تاویلیں کرنا شروع کر دیں گے یہ
 حدیث ضیف ہے اس کا یہ مطلب ہے وہ مطلب وغیرہ اور پھر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کام
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کیا ہم ہرگز نہ کریں گے۔ مگر اس دعویٰ کی حقیقت صرف
 ہم اپنے موضوع کے حوالہ سے آپ حضرات کے سامنے کھولنا چاہتے ہیں اس کے سوا
 ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں غور فرمائے کہ

(۱) آج کل وہابی چاند رات سے نماز تراویح شروع کرتے ہیں حالانکہ سرور
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری ظاہری حیات طیبہ میں ایک مرتبہ بھی چاند رات سے نماز
 تراویح کی جماعت شروع نہ فرمائی

(۲) وہابی سارا رمضان المبارک ہر سال تراویح جماعت کے ساتھ ادا کرتے
 ہیں حالانکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک سال رمضان شریف کے آخری عشرے
 میں صرف تین تراویح کی جماعت کروائی

(۳) وہابی رمضان شریف نماز عشاء کے فوراً بعد ہمیشہ نماز تراویح ادا کرتے ہیں
 حالانکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہرگز ثابت نہیں بلکہ خود وہابیہ کے مولوی عبدالقادر

حصاروی لکھتے ہیں، کہ نماز عشاء کے بعد تراویح جماعت کے ساتھ ہمیشہ ادا کرنا جیسا کہ عام طور پر مروج ہے نہ تعامل نبوی سے ثابت ہے نہ تعامل خلفائے اربعہ سے اس لیے یہ سنت جاکز ہے۔ (صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ)

(۴) وہابی سارا رمضان المبارک مسجد میں تراویح باجماعت ادا کرتے ہیں۔

حالانکہ ہرگز یہ سنت نبوی سے ثابت نہیں، خود وہابی مولوی حصاروی نے لکھا ہے کہ مسجد میں جماعت کے ساتھ عشاء کے بعد ہمیشہ نماز تراویح پڑھنا بدعت حسنہ ہے۔ سنت موکدہ نہیں، بلکہ سنت نبوی تو کجا سنت خلفائے اربعہ بھی نہیں۔ (صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم رمضان المبارک)

(۵) وہابی نماز تراویح باجماعت میں قرآن مجید ختم کرتے ہیں حالانکہ یہ عمل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

(۶) وہابی تراویح میں قرآن مجید کے نسخہ سے دیکھ کر قرآن مجید پڑھتے ہیں ورق

گردانی بھی کرتے ہیں رکوع کرتے وقت نیچے رکھ دیتے ہیں یہ عمل بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

(۷) وہابی نماز تراویح کے بعد سو جاتے ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان

المبارک میں عبادت زیادہ کثرت سے کرتے تھے اور اتوں کو قیام کرتے تھے وہابیوں کا تراویح کے بعد سونا بھی سنت نبوی سے ثابت نہیں۔

(۸) وہابی رمضان المبارک کی آخری راتوں میں اپنی بیویوں کو عبادت کے لیے

بیدار نہیں کرتے حالانکہ ان کا یہ عمل بھی سنت سے ثابت نہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں اپنی ازواج مطہرات کو بھی بیدار کر رکھتے تھے۔

وہابی آٹھ تراویح پر عموماً چیلنج بازی کرتے ہیں اس پر رسالہ واشتہار چھپاتے

ہیں ایسا کرنا بھی یقیناً حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

ماخذ و مراجع کتب

- | | |
|-----------------------|-------------------------|
| ۱۔ قرآن مجید | ۲۔ ترجمہ کنز الایمان |
| ۳۔ الاحکام القرآن | ۴۔ تفسیر روح البیان |
| ۵۔ تفسیر فتوحات الہیہ | ۶۔ تفسیر روح المعانی |
| ۷۔ تفسیر مظہری | ۸۔ تفسیر ابن کثیر |
| ۹۔ تفسیر نعیمی | ۱۰۔ صحیح بخاری |
| ۱۱۔ صحیح مسلم | ۱۲۔ جامع ترمذی |
| ۱۳۔ سنن نسائی | ۱۴۔ سنن ابوداؤد |
| ۱۵۔ سنن ابوداؤد | ۱۶۔ سنن ابن ماجہ |
| ۱۷۔ مشکوٰۃ المصابیح | ۱۸۔ صحیح ابن حبان |
| ۱۹۔ صحیح ابن خزیمہ | ۲۰۔ سنن داری |
| ۲۱۔ سنن کبریٰ بیہقی | ۲۲۔ مسند امام احمد |
| ۲۳۔ مسند الفردوس | ۲۴۔ طبرانی شریف |
| ۲۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ | ۲۶۔ مصنف عبدالرزاق |
| ۲۷۔ مختصر قیام اللیل | ۲۸۔ معرفۃ السنن والآثار |
| ۲۹۔ فتح الباری | ۳۰۔ تلخیص الحجیر |
| ۳۱۔ ارشاد الساری | ۳۲۔ عمدۃ القاری |
| ۳۳۔ زرقانی شرح مواطا | ۳۴۔ مجمع الزوائد |
| ۳۵۔ کنز العمال | ۳۶۔ آثار السنن |

- ۳۷۔ المعجم الکبیر للطبرانی
۳۸۔ کشف الغمہ
- ۳۹۔ میزان الکبریٰ
۴۰۔ نزہۃ المجالس
- ۴۱۔ روضۃ الواعظین
۴۲۔ الوفا
- ۴۳۔ موطا امام محمد
۴۴۔ موطا امام مالک
- ۴۵۔ فتاویٰ عزیزی
۴۶۔ مسند عبد بن حمید
- ۴۷۔ اشعۃ اللمعات
۴۸۔ ماثبت بالسنة
- ۴۹۔ تاریخ جرجان
۵۰۔ سیر اعلام النبلاء
- ۵۱۔ شرح المہذب
۵۲۔ التہذیب
- ۵۳۔ مسند امام زید
۵۴۔ انارة المصابیح
- ۵۵۔ مرقاۃ المفاتیح
۵۶۔ اتحاف السادة المتقین
- ۵۷۔ کتاب الآثار لامام محمد
۵۸۔ کتاب الآثار لامام ابو یوسف
- ۵۹۔ الحاوی للفتاویٰ
۶۰۔ کتاب الاذکار
- ۶۱۔ احیاء العلوم الدین
۶۲۔ حجة اللہ البالغہ
- ۶۳۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ
۶۴۔ شرح مسلم نووی
- ۶۵۔ المدخل
۶۶۔ ہدی الساری
- ۶۷۔ میزان الاعتدال
۶۸۔ تہذیب التہذیب
- ۶۹۔ اکمال فی اسماء الرجال
۷۰۔ تہذیب الکمال
- ۷۱۔ تذکرۃ الحفاظ
۷۲۔ کتاب الحجر وحین
- ۷۳۔ تنزیہ الشریعہ
۷۴۔ البدایہ والنہایہ
- ۷۵۔ لسان العرب
۷۶۔ المفردات

- ۷۷۔ در مختار ۷۸۔ رد المحتار
- ۷۹۔ ہدایہ شریف ۸۰۔ فتاویٰ عالمگیری
- ۸۱۔ فتاویٰ قاضی خان ۸۲۔ البدائع الصناع
- ۸۳۔ طحاوی علی مراقی الفلاح ۸۵۔ کبیری
- ۸۵۔ فتح القدر ۸۶۔ الکفایہ
- ۸۷۔ المبسوط ۸۸۔ بحر الرائق
- ۸۹۔ شرح خفایہ ۹۰۔ عمدۃ الرعایہ
- ۹۱۔ تحفۃ الاخیار ۹۲۔ مجموعۃ الفتاویٰ
- ۹۳۔ المغنی ۹۴۔ حاشیہ ہدایہ
- ۹۵۔ بدایۃ المجتہد ۹۶۔ مختصر المیزانی
- ۹۷۔ کتاب الام ۹۸۔ مدونۃ الکبریٰ
- ۹۹۔ مجدد اسلام ۱۰۰۔ حیات اعلیٰ حضرت
- ۱۰۱۔ العروس المطار ۱۰۲۔ فتاویٰ رضویہ
- ۱۰۳۔ فتاویٰ حامدیہ ۱۰۴۔ فتاویٰ مصطفویہ
- ۱۰۵۔ فتاویٰ حزب الاحناف ۱۰۶۔ فتاویٰ اجملیہ
- ۱۰۷۔ فتاویٰ فیض الرسول ۱۰۸۔ بہار شریعت
- ۱۰۹۔ غنیۃ الطالبین عربی ۱۱۰۔ غنیۃ الطالبین
- ۱۱۱۔ جامع المسانید والسنن ابن کثیر

کتاب شیعہ

۱۱۲۔ فروع کافی

۱۱۳۔ الاسرار

۱۱۳۔ شرح نہج البلاغہ ابن حدید ۱۱۵۔ من یا حکمہ الفقہ

کتب وہابیہ

- | | |
|----------------------------|------------------------------------|
| ۱۱۶۔ فتاویٰ علمائے حدیث | ۱۱۷۔ فتاویٰ ثنائیہ |
| ۱۱۸۔ فتاویٰ اہل حدیث | ۱۱۹۔ فتاویٰ سلفیہ |
| ۱۲۰۔ فتاویٰ ابن تیمیہ | ۱۲۱۔ فتاویٰ محمد بن عبدالوہاب نجدی |
| ۱۲۲۔ منہاج السنۃ | ۱۲۳۔ عون الباری |
| ۱۲۴۔ مسک الحکام | ۱۲۵۔ المخطی فی ذکر الصحاح السنۃ |
| ۱۲۶۔ بدور الاہلۃ | ۱۲۷۔ ہدایۃ السائل |
| ۱۲۸۔ الانتقاد الرجح | ۱۲۹۔ ابجد العلوم |
| ۱۳۰۔ ترجمان وہابیہ | ۱۳۱۔ رسالہ کبیرا دل پوری |
| ۱۳۲۔ اہل حدیث کا مذہب | ۱۳۳۔ نیل الاوطار |
| ۱۳۴۔ تحفۃ الاحوذی | ۱۳۵۔ تاریخ اہل حدیث |
| ۱۳۶۔ الحیات بعد الممات | ۱۳۷۔ رسالہ تراویح (قلعوی) |
| ۱۳۸۔ سیرت ثنائی | ۱۳۹۔ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک |
| ۱۴۰۔ محامد الاسلام | ۱۴۱۔ عرف الجادی |
| ۱۴۲۔ ترجمہ موطا امام مالک | ۱۴۳۔ کنز الحقائق |
| ۱۴۴۔ نزل الابرار | ۱۴۵۔ تحقیق تراویح |
| ۱۴۶۔ ہدی النبوی الصحیح | ۱۴۷۔ التروایح اکثر من الف عام |
| ۱۴۸۔ رسالہ تراویح الانصاری | ۱۴۹۔ زاد المعاد |
| ۱۵۰۔ سیرت البخاری | ۱۵۱۔ صلوۃ الرسول |

۱۵۲۔ اہل حدیث کے امتیازی مسائل ۱۵۳۔ القول المقبول

۱۵۴۔ رکعات تراویح ۱۵۵۔ تعداد تراویح

۱۵۶۔ صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم رمضان ۱۳۹۲

۱۵۷۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۸ نومبر ۲۰۰۲ء

۱۵۸۔ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲ مارچ ۱۹۹۲ء

۱۵۹۔ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۶ جون ۱۹۰۸ء

۱۶۰۔ توضیح الکلام ۱۶۱۔ طریق محمدی

۱۶۲۔ سراج محمدی ۱۶۳۔ المحلی بالآثار

۱۶۴۔ الجوہر النقی ۱۶۵۔ تہذیب الکمال

۱۶۶۔ طبقات المحدثین ۱۶۷۔ مجمع البحرین

۱۶۸۔ کامل ابن عدی ۱۶۹۔ الضعفاء والمتر وکین لابن جوزی

۱۷۰۔ الضعفاء والمتر وکون للنسائی ۱۷۱۔ المغنی فی الضعفاء

۱۷۲۔ تحفۃ اللطیفۃ للسخاوی ۱۷۳۔ کتاب الجرح والسقذیل

۱۷۴۔ سنن کبریٰ للنسائی ۱۷۵۔ الہنایہ شرح ہدایہ

۱۷۶۔ شرح سقر السعادت ۱۷۷۔ مشکل الآثار

۱۷۸۔ نصب الراية

.....☆☆☆.....

خوشخبری

تشنگان علم کیلئے

کرمانوالہ بک شاپ

کی طرف سے ایک نادر تحفہ

• ملک کے نامور شاعر و ادیب جناب بشیر حسین ناظم (توضیح کارکردگی)

• کے قلم سے اچھوتے اور لکڑی انداز میں

• اصل فارسی نسخہ سے صحیح ترجمہ • 6 کل صفحات سے مزین

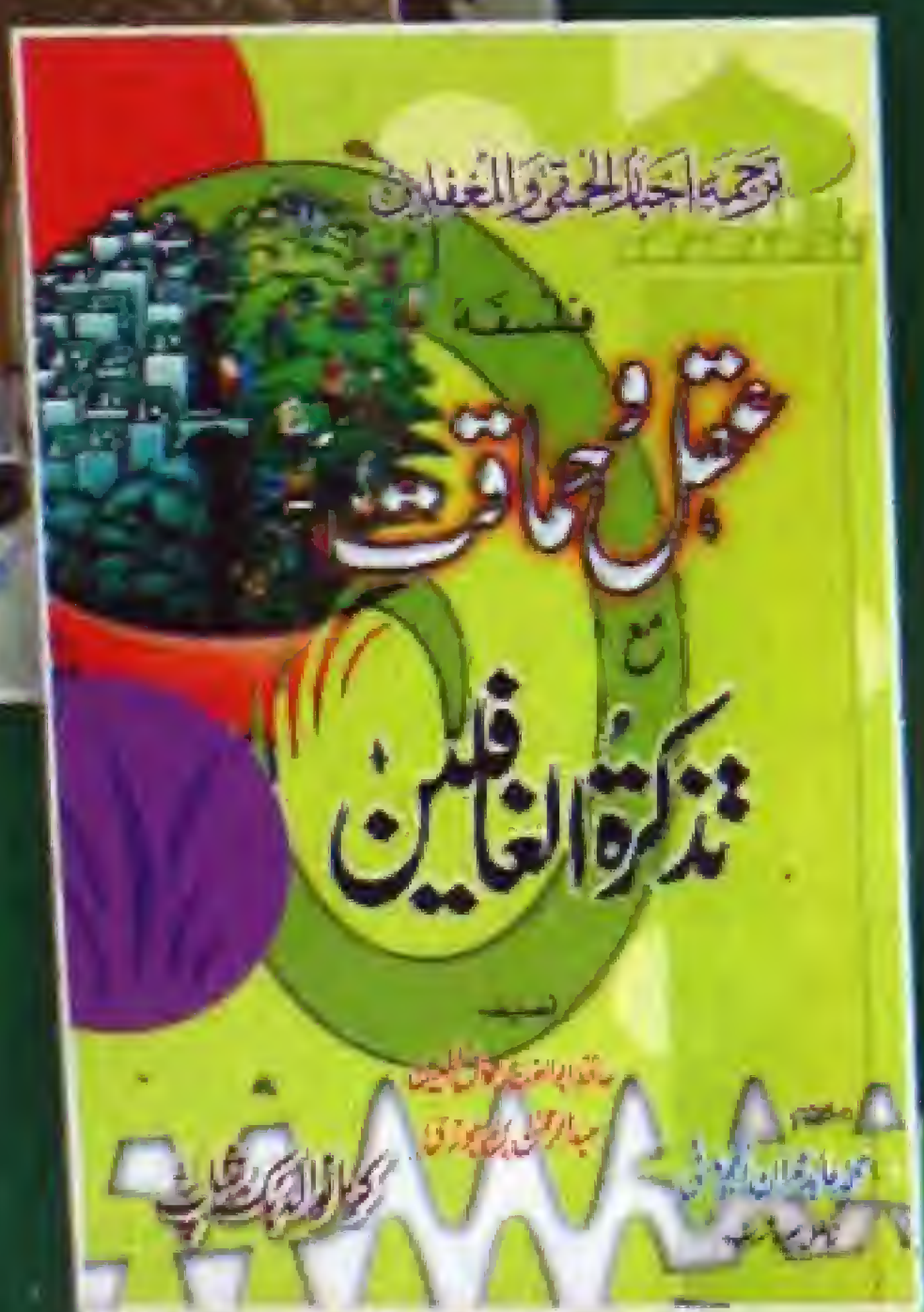
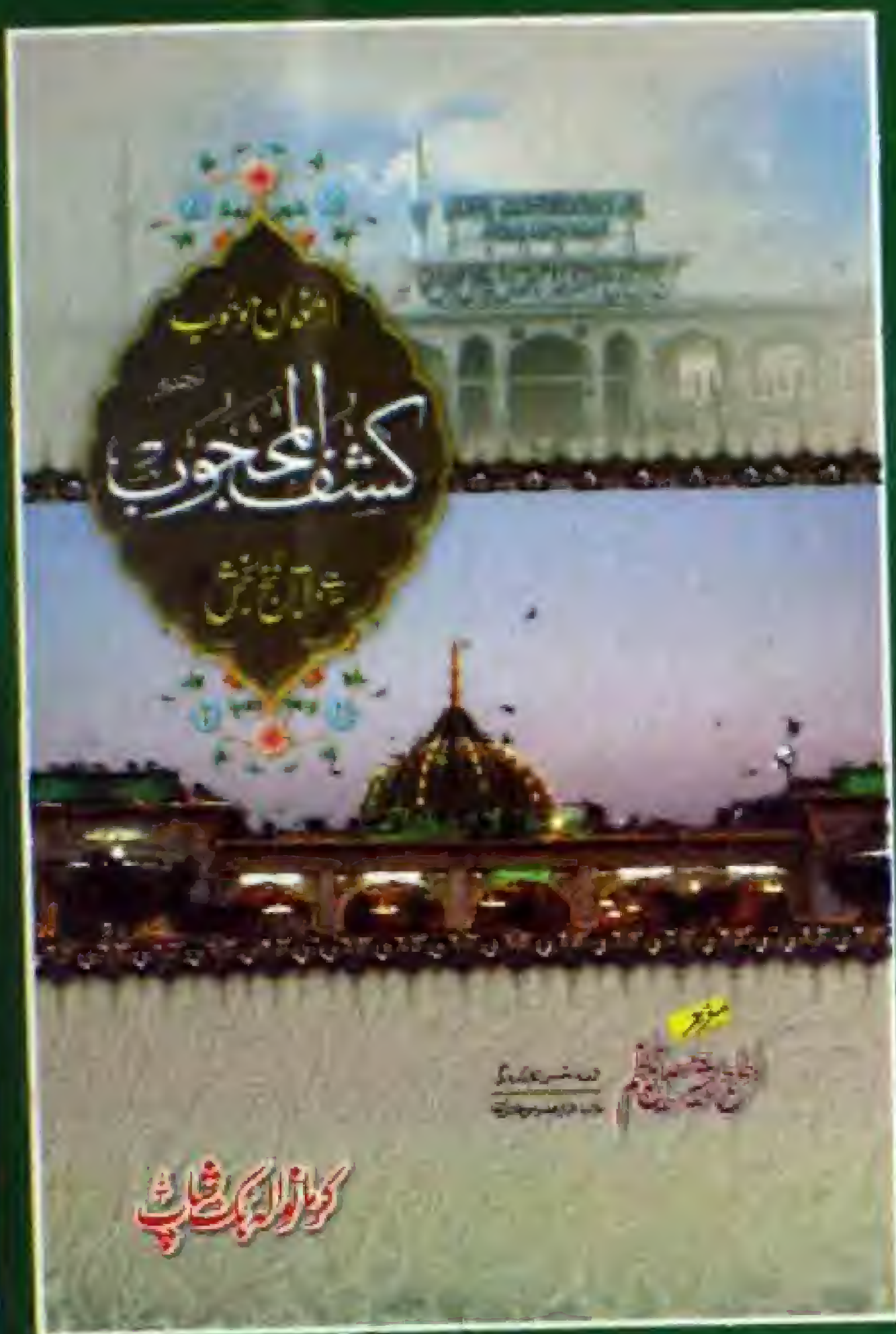
• خوبصورت اور جدید انداز میں کمپوزنگ

کشف الحجور

کرمانوالہ بک شاپ

Ph: 042 7249 515

marrat.com



کتابوں کی دنیا

دوکان نمبر ۲ - دربار قمار کیت لاہور
Voice: +92-42-7249515